تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم ۹ تا ۱۵ جولائی ۱۹۹۸ء مدیر : حافظ عاکف سعید

نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت

"....بعثت انبیاء کی غرض اصلی اور اِرسال رُسل کا مقصد عمومی ہے انسانوں پر اتمام حجت اور قطع عذر بذریعہ تبلیغ و دعوت، تلقین و نصیحت، وعظ و تذکیر اور انذار و تبشیر، جن کا مجموعی حاصل ہے "شہادت علی الناس!"

چنانچہ یہی ہے نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد اولین بفحوائے الفاظ قرآنی "اے نبیؐ! ہم نے بھیجا ہے تمہیں بنا کر گواہ اور بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور روشن چراغ (ہدایت)۔ (الاحزاب : ۴۵-۴۶) گویا معلم و مبلغ، مربی و مزکی، مبشر و منذر اور داعی و شاہد کی جملہ حیثیتیں مشترک ہیں آنحضور ﷺ اور جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام میں، اگرچہ ان اعتبارات سے بھی ع "ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است!" کے مصداق ہر نبی اور ہر رسول کا اپنا ایک منفرد رنگ بھی ہے اور اس گلدستے میں بھی ایک امتیازی شان اور بلند و بالا مقام ہے سید الاولین والآخرین ﷺ کا! تاہم بحیثیت خاتم النبیین و آخر المرسلین آپؐ پر نبوت و رسالت کا اختتام ہی نہیں اتمام و اکمال بھی ہوا ہے۔ چنانچہ آپؐ کے مقصد بعثت کی امتیازی شان کچھ اور ہی ہے"۔

"....آنحضور ﷺ پر اتمام نعمت شریعت اور تکمیل دین اور ختم و اکمال نبوت و رسالت کا لازمی تقاضا تھا کہ آپؐ کی بعثت کا مقصد یہ قرار پاتا کہ آپؐ انذار و تبشیر، دعوت و تبلیغ، وعظ و نصیحت، تعلیم و تربیت اور تزکیہ و اصلاح پر مستزاد تنظیم، ہجرت، جہاد اور قتال پر مشتمل ایک انقلابی جدوجہد کے ذریعے باطل نظام زندگی کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر اس کی جگہ دین حق کو بالفعل قائم و نافذ کر دیں اور نظام اطاعت خداوندی کو پورے نظام اطاعت پر عملاً غالب کر دیں"۔

(ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی تالیف "نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت" سے ایک اقتباس)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

ربیع الاول اور ہم

آج جب یہ تحریر رقم کی جا رہی ہے بارہ (۱۲) ربیع الاول ہے جو ایک رائے کے مطابق نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن ہے۔ قصبات ہوں یا چھوٹے بڑے شہر عوامی سطح پر میلاد کی محافل منعقد کی جا رہی ہیں' جلوس نکالے جائیں گے' علماء کرام اُسوۂ حسنہ پر روشنی ڈالیں گے۔ سرکاری سطح پر بھی یہ دن تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف سٹیٹ بینک آڈیٹوریم میں قومی سیرت کانفرنس کا افتتاح کر رہے ہیں جبکہ صدر مملکت رفیق تارڑ سیرت کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کریں گے۔ چاروں صوبوں کے گورنر جبکہ ڈویژن اور ضلع کی سطح پر وزراء سیرت کانفرنسوں سے خطاب کریں گے۔ اِس موقع پر سیرت کی کتب پر انعامات دیئے جائیں گے' مقالہ جات لکھے جائیں گے اور بچوں کے لئے سیرت پر مضمون نگاری کے مقابلے ہوں گے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن اس حوالہ سے یکم ربیع الاول سے ہی پروگرام شروع کر چکا ہے۔ ایسی تقریبات ہر سال اِس دن منعقد ہوتی ہیں۔ غیر شرعی حرکات سے اگر اجتناب کیا جائے تو ان میں سے بعض تقریبات یقیناً بھرپور افادیت کی حامل ہیں۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ انفرادی' اجتماعی اور قومی سطح پر عملی لحاظ سے ان تقریبات کے کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ زہد و تقویٰ کا سرچشمہ ہونے کے ساتھ ساتھ حسن اخلاق' انسانی ہمدردی' صبر و تحمل کا بے مثل نمونہ تھے۔ کفایت اور سادگی' جس کا آج کل اتنا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے اس کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اچھے بھلے وقت میں بھی اختیاری فقر کو اپنایا۔ حق گوئی اور ایفائے عہد کا یہ عالم تھا کہ اگر اسلام کے دشمنوں سے بھی کوئی عہد کیا ہے تو اسے بھرپور طور پر نبھایا۔ صداقت اور امانت داری کا یہ حال تھا کہ اس جاہل معاشرے نے آپ کو صادق اور امین کا لقب دیا۔ ہم جو سرورِ کائنات اور فخر انسانیت کی اُمت کہلواتے ہیں' تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ حُبِ رسول کے معاملے میں محض زبانی جمع خرچ کرتے ہیں اس لئے کہ اگر اللہ کے رسول سے حقیقی مُحبت ہوتی تو اتباعِ رسول کبھی ہم پر گراں نہ گزرتا۔ عوام ہوں یا حاکم' الاماشاء اللہ' حُبِ دنیا میں گرفتار ہی نہیں غرق ہو چکے ہیں۔ لہٰذا جھوٹ اور بدیانتی' حکمت عملی کا نام پا چکے ہیں' منافقت' خوش خلقی کا روپ دھار چکی ہے۔ دھوکہ اور فریب' کاروباری آرٹ ہیں۔ عہد شکنی ہماری قومی زندگی کا وطیرہ بن چکی ہے۔ پی۔ پی۔ پی یعنی پلاٹ' پجارو اور پاکٹ کلچر نے پاکستانیوں کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔ بے حیائی اور بے ہودگی نے جدیدیت کا نام پایا ہے۔ پاکستان جسے اسلامی فلاحی ریاست بننا تھا' ایک ناکام ریاست ثابت ہو رہی ہے۔ آج کے دور میں کوئی ملک اس وقت تک اپنی سلامتی کے حوالہ سے محفوظ نہیں سمجھا جا سکتا جب تک وہاں معاشی خوشحالی نہ ہو اور امن و امان قائم نہ ہو۔ بدقسمتی سے اس وقت وطن عزیز میں دونوں چیزوں کا فقدان ہے۔ ۲۸/ مئی کے بعد حکومت نے خود کفالت' خود انحصاری اور کشکول توڑنے کے نعرے لگائے لیکن حالات بتا رہے ہیں کہ یہ محض لفاظی تھی اور سادہ لوح عوام کی حمایت حاصل کرنا مقصود تھا۔ کشکول شکنی کا دعویٰ کرنے والی حکومت کے وزیر خزانہ کا بیان آج ہی اخبارات کی زینت بنا ہے جس میں بڑی لجاجت سے عرض کیا گیا ہے کہ ہم نے آئی ایم ایف کی تمام شرائط پوری کر دی ہیں اور اب قرضے حاصل کرنا ہمارا حق ہے۔ انہوں نے کہا کہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک بین الاقوامی ادارے ہیں اور انہیں چارٹر قوانین کے مطابق کام کرنا چاہئے سیاسی دباؤ میں نہیں آنا چاہئے۔ آئی ایم ایف کی تیسری قسط اب ہمارا حق بنتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں شارٹ ٹرم قرضوں کی ضرورت ہے۔ دوسری طرف یہ کہہ کر کہ ہم نے کشکول توڑ دیا ہے' خود انحصاری فنڈ قائم کیا جا رہا ہے۔ عوام پر نئے نئے ٹیکس لگائے جا رہے ہیں۔ یوٹیلٹی بل' جن کے نیچے دب کر عوام سسک رہے ہیں' ان کا وزن مزید بڑھایا جا رہا ہے۔ خود انحصاری فنڈ میں جب عوام نے قطعی طور پر کوئی دلچسپی نہ لی تو ٹیلی ویژن پر ۱۲ گھنٹے کا ایک طویل لیکن انتہائی بے ہودہ اور لچر شو کر کے' جس میں فن کاروں اور اداکاروں کو قومی ہیرو کے طور پر پیش کیا گیا' چند کروڑ اکٹھے کر لئے گئے۔

میاں محمد نواز شریف نے بعض یورپی اور خلیجی ممالک کا دورہ کیا اور وہاں کے پاکستانیوں سے وطن زرمبادلہ بھیجنے کی زوردار اپیل کی۔ ان ملکوں میں آباد پاکستانیوں کا اس معاملہ میں جوش و جذبہ دیدنی تھا لیکن ان اطلاعات نے اس اپیل کو غیر موثر کر دیا کہ وزیر اعظم کے انتہائی قریبی ساتھی کا بھائی کراچی ائیرپورٹ پر ہوائی جہاز سے اتار لیا گیا اس کے پاس ناقابل یقین حد تک بڑی رقم ڈالروں کی صورت میں تھی۔ یہ جرأت مندانہ قدم ایف آئی اے کے ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹر نے اٹھایا لیکن اعلیٰ ترین سطح سے ائیرپورٹ اتھارٹی کو یہ احکامات وصول ہوئے کہ ملزم کو دوبارہ جہاز میں بٹھا دیا جائے۔ علاوہ ازیں ایف آئی اے کے اس ڈائریکٹر کو معطل کر دیا گیا۔ اس افسر کی معطلی کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی لیکن وجہ کچھ اور بتائی گئی۔ قصہ مختصر' اگر حکام اپنی کامیابی کا راز محض خوش نما اعلانات میں سمجھتے رہے تو یہ کامیابی عارضی ثابت ہو گی۔ حقیقی اور پائیدار کامیابی کے لئے ان اعلانات پر سنجیدگی اور خلوص سے عمل کرنا ہو گا۔

کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان کیا گیا' سندھ کی شدید مزاحمت پر قومی اتفاق رائے حاصل کرنے کا اعلان ہوا' اب تک اس سلسلے میں کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ ابھی تک اس کے ایک مخالف کو بھی قائل نہیں کیا جا سکا لہٰذا ڈیم کی تعمیر بھی مؤخر ہوتی نظر آتی ہے۔ ملک بھر میں امن و امان کی صورتحال اطمینان بخش نہیں ہے لیکن کراچی میں حالات کی سنگینی الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ یہ روشنیوں کا شہر تاریکیوں میں ڈوب چکا ہے۔ اس شہر کی پولیس' پیراملٹری فورس اور رینجرز خود اپنی حفاظت کرنے میں ناکام ثابت ہو رہے ہیں' شہریوں کی حفاظت وہ کس طرح کریں گے۔ جنرل بابر آپریشن کے نتیجہ میں کراچی کے

شہریوں نے طویل عرصہ کے بعد سکھ کا سانس لیا تھا اور بلا جھجک یہ کہا جا سکتا ہے کہ کراچی کے حالات معمول پر آ گئے تھے لیکن موجودہ حکومت نے اپنی سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے ایم کیو ایم کے ان تمام تخریب کاروں اور دہشت گردوں کو رہا کر دیا جن پر دہشت گردی اور قتل و غارت کے سنگین الزامات عائد تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ جنرل بابر آپریشن کے متاثرین کی امداد کے نام پر ان دہشت گردوں میں تقسیم کرنے کی خاطر کروڑوں روپے حکومت نے سرکاری خزانے سے ادا کئے۔ اس کثیر رقم سے اسلحہ خریدا گیا اور دہشت گردی کی جا رہی ہے۔ کراچی کی صورت حال اتنی گھمبیر اور پیچیدہ ہو چکی ہے کہ اس کا کوئی ایک حل پیش کر دینا آسان نہیں البتہ ہماری رائے میں حکومت جنرل بابر آپریشن کی کامیابی کو تسلیم کرنے سے نہ شرمائے اور سیاسی مصلحتوں سے بالاتر ہو کر مجرموں پر آہنی ہاتھ ڈالے، لیکن خدا کے واسطے دوسرے صوبوں خصوصاً پنجاب سے پولیس کا ایک آدمی بھی نہ بلائے' جیسا کہ چوہدری نثار علی کہہ چکے ہیں۔ کیونکہ اس طرح پنجاب کے خلاف نفرت اور تعصب کے جذبات ابھارے جائیں گے جو بڑے خطرناک ثابت ہوں گے۔

خارجی امور کے حوالہ سے یہ خبر بڑی تشویش ناک ہے کہ پاک امریکی تعلقات کی بحالی کے لئے حکومت نے سابق وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب کی خدمات حاصل کیں ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صاحبزادہ یعقوب خان کو کس حیثیت سے حکومتی نمائندہ بنا کر اور وزیر اعظم کا خصوصی پیغام دے کر امریکہ بھیجا گیا ہے۔ صاحبزادہ یعقوب نے ماضی میں پاکستان میں مختلف عہدوں پر فائز ہو کر امریکی مفادات کا جس طرح تحفظ کیا ہے وہ ایک کھلا راز ہے۔ کیا قومی اسمبلی سینٹ یا حکومتی عہدیداروں میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں تھا جو امریکہ سے تعلقات کی بحالی کے لئے پاکستان کی نمائندگی کر سکتا۔

آخر میں ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حُبِ رسولؐ کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو جلوس نکال لئے جائیں یا شہروں کو دلہن کی طرح سجایا جائے یا سجے سجائے ایئر کنڈیشنڈ ہال میں اسوۂ رسول پر روشنی ڈال دی جائے۔ حب رسولؐ کا اصل اور حقیقی تقاضا اس نظام کا عالمی سطح پر نفاذ ہے جو آپؐ نے اپنی حیات طیبہ میں جزیرہ نمائے عرب میں نافذ کر کے دکھایا۔ اسلام کے اس عالمی غلبے کا نقطۂ آغاز یقیناً کوئی ایک ملک بنے گا۔ ہماری دعا ہے کہ یہ پاکستان ہو پاکستان۔

ہمارا مطالبہ ہماری اپیل
دستورِ خلافت کی تکمیل

<u>پریس ریلیز</u>

سودی قرضوں سے انکار ایٹمی دھماکہ سے بھی بڑا دھماکہ ہو گا O ڈاکٹر اسرار احمد

امیر تنظیم اسلامی کے ۳ جولائی کے خطاب جمعہ کا پریس ریلیز

۳ جولائی = کراچی کی خوفناک صورتحال کی اصلاح کے حوالے سے حکومت گومگو کا شکار ہے جس کے باعث امن و امان کی صورتحال مزید بگڑ رہی ہے۔ حکومت کو امن قائم کرنے کے لئے جامع منصوبہ بندی کرنی ہو گی۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے دارالسلام باغ جناح لاہور خطبہ جمعہ میں کہا ہے کہ سابق صدر فاروق لغاری کا یہ انکشاف کہ "نواز شریف عنقریب ملک کو ڈیفالٹر (دیوالیہ) قرار دے دیں گے اور اپنی گرتی ہوئی ساکھ کے لئے اسلام کا سہارا لیں گے" بہت خوش آئند خبر ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ سودی قرضوں کی ادائیگی سے انکار ایٹمی دھماکہ سے بھی بڑا دھماکہ ہو گا۔ غیر ملکی پابندیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ملک کو ڈیفالٹر قرار دے کر سود سمیت تمام قرضوں کی ادائیگی سے انکار کر دینا ہمارے لئے انجام کار کے اعتبار سے سود مند ثابت ہو گا اور اس طرح سودی قرضوں کی معیشت سے چھٹکارے کی راہ ہموار ہو گی۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ چار و ناچار ہماری حکومت کو یہ فیصلہ کرنا ہی پڑے گا۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہو گا کہ پہلے اندرون ملک سود کی لعنت کو ختم کیا جائے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ اسلامی ریاست کے قیام کے لئے پاکستان دنیا کا موزوں ترین ملک ہے جس میں ایک ترقی یافتہ معاشرے کی تمام خصوصیات موجود ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں رائج الوقت جمہوری نظام کے تحت شہریوں کو اظہار رائے سمیت تمام انسانی حقوق حاصل ہیں موجودہ ایمرجنسی ایک عارضی کیفیت ہے جو زیادہ دیر برقرار نہیں رہے گی، جبکہ سعودی عرب سمیت دیگر اسلامی ممالک میں ان حقوق کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ قرارداد مقاصد کے نتیجے میں پاکستان اصولی طور پر اسلامی ریاست بن چکا ہے مگر آئین میں قرارداد مقاصد سے متصادم آئینی دفعات کی موجودگی کی وجہ سے قرآن و سنت کی بالادستی کا تقاضا پورا نہیں ہو رہا۔ انہوں نے مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ وفاقی شرعی عدالت میں بطور جج علماء کی موجودہ تعداد میں اضافہ کیا جائے اور ان کی شرائط ملازمت کو اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کے مساوی قرار دیا جائے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ دستور پاکستان اور عدالتی طریق کار سمیت میں وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار پر عائد تمام پابندیاں ختم کی جائیں تاکہ ملک میں اسلامی نظام کے قیام کی راہ ہموار ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ باطل نظام کے خاتمے اور دین حق کے نفاذ کے لئے کسی نہ کسی دینی جماعت میں شامل ہونا ہر مسلمان کی دینی ذمہ داری ہے، جس سے امت مسلمہ کی عظیم اکثریت انحراف کی مرتکب ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ یہ درست ہے کہ انفرادی اصلاح کے بغیر اسلامی انقلاب کی منزل حاصل نہیں کی جا سکتی تاہم محض انفرادی اصلاح سے کبھی اجتماعی نظام میں تبدیلی نہیں آئی بلکہ انقلاب کے لئے باطل نظام سے ٹکراؤ اور تصادم کی راہ لامحالہ اختیار کرنی پڑتی ہے۔ انہوں نے مذہبی جماعتوں سے کہا کہ وہ "حکومت مخالف اپوزیشن" کا کردار ادا کرنے کی بجائے ملک میں نظام خلافت کے قیام کی جدوجہد پر اپنی تمام توجہات مرکوز کر دیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ ملک کو اسلامی نظام کا گہوارہ بنانے کے لئے نبوی طریق کار اپنانا ہو گا' الیکشن کی سیاست کو نبوی طریق انقلاب سے ہرگز کوئی مناسبت نہیں ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ ملک میں اسلامی نظام کے مکمل نفاذ کے لئے جمعیت علماء پاکستان کے صدر مولانا عبدالستار نیازی کا تیار کردہ مسودہ اہم ترین دستاویز ہے جس پر اتفاق رائے حاصل کرنے کے لئے بہت جلد دینی جماعتوں کے سربراہوں کا اجلاس بلایا جائے گا۔ جس کے بعد ملک میں نفاذ اسلام کے لئے رائے عامہ ہموار کرنے کے اور اس ضمن میں حکومت پر دباؤ بڑھانے کے لئے بڑے عوامی جلسے منعقد کئے جائیں گے۔

انبیاء علیہم السلام اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اصل مقصد

—— ماخوذ از "سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم" مولف : سید سلیمان ندوی ——

اِس دُنیا کی نجات صرف اِعتدال میں ہے۔ جب کبھی مزاج انسانی کی طرح اُس کے اِن عناصر میں جن سے اس کی ترکیب ہوئی ہے' افراط و تفریط پیدا ہو گی' ردئے زمین پر فساد رونما ہو گا۔ انسانی جماعتوں اور قوموں میں بھی یہ ترازو جب اعتدال کے معیار پر پوری نہ ہو گی' کبھی دونوں پلے برابر نہ ہوں گے۔ آسمان سے زمین تک ایک ایک ذرہ اعتدال کی ترازو میں تلا ہوا ہے' کیمسٹری اور علم الفلک کا واقف کار اس ترازو کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور حیرت کرتا ہے کہ کہیں ایک ذرہ کی کمی بیشی نہیں ہے۔ جس طرح اس مادی دنیا میں یہ حیرت انگیز توازن ہے' ٹھیک اسی طرح روحانی اور اخلاقی دنیا میں بھی اس توازن کی ضرورت ہے۔ عقائد ہوں کہ عبادات' اخلاق ہوں کہ معاملات' اسی توازن کا نام حق اور عدل ہے۔ سورۂ رحمٰن میں فرمایا :

"اور آسمان کو اونچا کیا اور ترازو رکھی کہ اس ترازو میں کمی بیشی نہ کرو' اور تول کو ٹھیک رکھو اور ترازو کو گھٹاؤ نہیں"۔

یہ توازن اور برابر تول جو بے ارادہ اور بے اختیار دنیا کے ذرہ ذرہ اور اُس کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک کام میں خالق فطرت کے اندازہ اور تقدیر سے قائم ہے' یہی توازن اور برابر تول رسولوں علیہم السلام کے ذریعے آئی ہوئی میزان شریعت کے مطابق ذی ارادہ اور خود اختیار انسانوں کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک جنبش میں ہونی چاہئے۔ بے ارادہ دنیا کی میزان کا نام قانون فطرت ہے اور باارادہ دنیا کی میزان کا نام قانون شریعت ہے۔ بے ارادہ دنیا کا نظام عدل اسی خدائی میزان فطرت سے چل رہا ہے' اگر اس میزان میں ایک ذرہ بھی کمی بیشی ہو جائے' تو عالم کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ اسی طرح انسانی دنیا کی سکینت' طمانیت اور امن و امان کا نظام اسی میزان شریعت کے ذریعہ قائم ہو سکتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو اُس کے نظام کا درہم برہم ہونا لازمی ہے۔ سورۂ حدید میں فرمایا : "ہم نے بلاشبہ اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور اُن کے ساتھ کتاب اور میزان اتاری تاکہ لوگ عدل کو قائم کریں"۔

انبیاء کی بعثت کی یہ غرض و غایت کہ لوگ شریعت کی میزان کے مطابق عدل اور توازن قائم رکھیں اس موجودہ دنیا کے نظام کی امن و سلامتی ہی کے لئے ہے۔ آج یورپ کے الحادی گونج نے دنیا کے گوشہ گوشہ کو پرشور بنا دیا ہے۔ آج رسولوں کی اہمیت اور اُن کی تعلیمات کی ضرورت پر شکوک و شبہات کی ژالہ باری ہو رہی ہے لیکن وہمی و خیالی مباحث سے قطع نظر کر کے عملی حیثیت سے دنیا کی ایک ایک اقلیم اور ایک ایک آبادی کا جائزہ لو' آج جہاں کہیں بھی سچائی کی کوئی روشنی اور حقیقت کی کوئی کرن چمکتی ہے' وہ اسی مطلع خورشید سے چھن کر نکلی ہے۔ کوئی دیندار ہو یا ملحد' خوش عقیدہ ہو یا بے عقیدہ' یونان کا حکیم ہو یا افریقہ کا جاہل' یورپ کا متمدن ہو یا صحاری کا وحشی' رومی ہو یا زنگی' عیسوی ہو یا موسوی' بت پرست ہو یا موحد' مجوسی ہو یا ہندو' مسلم ہو یا غیر مسلم' شہری ہو یا دیہاتی' ہمالیہ کی چوٹی پر آباد ہو یا زمین کی گہرائی میں کہیں بھی ہو' کوئی بھی ہو اگر وہ اللہ کے نام کی عظمت سے واقف ہے اور نیکی اور بدی کی تمیز سے آشنا ہے تو وہ خدائی رسولوں اور پیغمبروں کے علاوہ کس معلم کی کوششوں کا ممنون ہے!۔

آج جہاں بھی عدل و میزان کا وجود ہے' وہ کسی یونانی حکیم یا یورپین فلاسفر کی تعلیم و تصنیف اور تقریر و خطبہ کا اثر نہیں ہے بلکہ طبقہ انبیاء ہی کی بے واسطہ اور بواسطہ تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں کیسے ہی بدترین مبلغ سہی مگر نیکی' عدل' احسان' ہمدردی' نیکوکاری' حسن خلق کی تعلیم' تبلیغ اور دعوت ان ہی کی زبانوں سے ہو رہی ہے جو رسولوں کے پیرو اور پیغمبروں کے تابع ہیں۔ جو عقیدہ کے ملحد ہیں ان کی بھی نیکوکاری ان ہی پیغمبروں کے نادانستہ فیضان تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اس بنا پر جو لوگ ذہنی طور سے پیغمبروں کے منکر ہیں وہ بھی عملی طور سے اُن کی تعلیم کے مقر اور معترف ہیں۔ اس لئے انبیاء کا وجود تمام دنیا کے لئے رحمت بن کر ظاہر ہوا ہے اور قرآن نے آسمانی کتابوں کو بار بار "رَحْمَةً وَّهُدًى" رحمت اور رہنمائی کی غرض سے بھیجنے کا جو اعلان کیا ہے وہ تمام تر اسی غرض و غایت کی تشریح ہے اور اسی لئے خاتم نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات تمام عالم کے لئے رحمت بن کر آئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ ○

قارئین توجہ فرمائیں

- یکم جولائی سے مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن کے مدیر کے طور پر جناب نعیم الدین احمد کا تقرر عمل میں آیا ہے۔ قبل ازیں محترم فتح محمد قریشی صاحب یہ ذمہ داری نبھا رہے تھے۔
- بیرون لاہور کے قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اپنا سالانہ زر تعاون چیک کی صورت میں بھیجنے کی بجائے ڈرافٹ یا منی آرڈر کی صورت میں ارسال کیا کریں۔ شکریہ

(ادارہ)

دینی و دنیوی تعلیم کا سنگم

قرآن کالج لاہور (رجسٹرڈ)

(لاہور بورڈ سے الحاق شدہ)

ایف اے (آرٹس و جنرل سائنس کمپیوٹر) اور آئی کام میں داخلے جاری ہیں

داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 10 اگست 98ء ہے

نتیجہ کے منتظر طلبہ بھی درخواست دے سکتے ہیں

برائے رابطہ : پرنسپل قرآن کالج' 191- اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

فون : 5833637

حاکم اور محکوم ...... عظمت کے نشان

(مرتب : حافظ محبوب احمد خان' ماخوذ از : ''شہید محراب' عمر بن خطابؓ '')

ابو طفیل عامر بن واثلہ ؓ کی روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ نے نافع بن عبدالحارث کو مکہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ عسفان کے مقام پر نافع سے حضرت عمرؓ کی ملاقات ہوئی تو پوچھا "تم یہاں گھوم رہے ہو؟ اہل وادی پر کس کو اپنا جانشین بنا کر آئے ہو؟" انہوں نے عرض کیا "ابن ابزیٰ کو جانشین مقرر کر کے آیا ہوں"۔ پوچھا "ابن ابزیٰ کون ہے؟" عرض کیا "ہمارے غلاموں میں سے ایک شخص ہے"۔ حضرت عمر ؓ نے کہا "تو نے ایک غلام کو امیر مقرر کر دیا ہے؟" نافع نے جواب دیا۔ "جی ہاں۔ اس لئے کہ وہ کتاب اللہ کا سب سے بڑا قاری اور علم الفرائض کا سب سے بڑا عالم ہے"۔ حضرت عمر ؓ یہ سن کر خوش ہوئے اور کہا "ہمارے نبی ﷺ نے سچ ہی تو کہا تھا "اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے کچھ لوگوں کو اوپر اٹھائے گا اور دوسروں کو اس کی وجہ سے نیچے گرا دے گا"۔

☆ ☆ ☆

ابو سعید المقبری کہتے ہیں کہ میں بنی یربوع کے ایک سردار کا غلام تھا۔ میرے مالک نے مجھ سے مکاتبت کی کہ میں اسے چالیس ہزار درہم ادا کروں اور جب تک پوری رقم ادا نہ ہو جائے ہر عیدالاضحیٰ پر ایک بکری بھی دیا کروں۔ خدا نے مجھے چالیس ہزار درہم کی رقم مہیا کر دی اور میں رقم لے کر مالک کے پاس پہنچ گیا۔ میرے مالک نے یکمشت رقم قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے قسطوں کی صورت میں رقم قبول کرنے کی شرط لگا دی۔ میں امیرالمومنین عمر بن خطاب ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ عرض کر دیا۔ آپؓ نے سن کر فرمایا "تم کوئی فکر نہ کرو۔ مال بیت المال میں جمع کرا دو اور شام کو ہمارے پاس آ جانا۔ ہم تمہیں آزادی کا پروانہ لکھ دیں گے۔ تمہارا مالک جب چاہے مال آ کر وصول کر لے نہ وصول کرنا چاہے تو اس کی مرضی"۔ میں نے مال بیت المال میں جمع کرا دیا۔ میرے مالک کو پتہ چلا تو ناظم بیت المال کے پاس گیا اور اپنی رقم وصول کر لی۔

☆ ☆ ☆

حضرت علی ؓ کے پاس ایک غلام تھا۔ آپؓ نے اسے بار بار آواز دی۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ سوچا کہ دور ہو گا اور آواز اس تک نہیں پہنچی ہو گی۔ جب باہر آ کر دیکھا تو وہ دروازے کے ساتھ لگا کھڑا تھا۔ پوچھا "بندۂ خدا کیا بات ہے میں نے بار بار تمہیں بلایا۔ تم نے جواب کیوں نہیں دیا؟" اس نے عرض کیا "مجھے آپؓ کے حلم و درگزر کا یقین تھا اور اس بات کو بھی بخوبی جانتا تھا کہ آپؓ مجھے سزا نہیں دیں گے۔ پس میں آپؓ کی آواز سن کر بھی چپ رہا"۔ آپؓ نے بجائے سزا دینے کے اس کے جواب سے خوش ہو کر فرمایا "جا تو آزاد ہے"۔

☆ ☆ ☆

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے غلام افلح نے ان کے ساتھ مکاتبت کی۔ معاہدہ طے پا گیا کہ افلح چالیس ہزار درہم ادا کرے گا اور حضرت ابو ایوب انصاری ؓ اسے آزاد کر دیں گے۔ لوگوں نے افلح کو آزادی پر مبارکبادیں دینا بھی شروع کر دیں۔ ابو ایوب ؓ مکاتبت کے بعد گھر پہنچے تو انہیں اس معاہدے پر افسوس اور ندامت ہوئی۔ سوچا کہ مکاتبت منسوخ کر دیں۔ افلح کے پاس پیغام بھیجا۔ وہ حاضر ہوا تو کہا "میں چاہتا ہوں کہ معاہدہ منسوخ کر دوں اور تم پہلے والی حالت میں ہی میرے پاس رہو"۔ اس موقع پر افلح کے بیوی بچوں نے کہا "کیا تم دوبارہ غلامی کی زندگی اختیار کر لو گے حالانکہ اللہ نے تمہیں آزادی کی نعمت عطا کر دی ہے؟" افلح نے کہا "خدا کی قسم ابو ایوب انصاری ؓ مجھے جو حکم دیں گے میں اس کی تعمیل کروں گا"۔ پھر معاہدہ انہیں دے دیا۔ انہوں نے معاہدہ پھاڑ دیا پھر تھوڑی سی دیر گزری تو ابو ایوب ؓ نے افلح کو دوبارہ بلا بھیجا وہ حاضر ہوا تو فرمایا۔ "تو آزاد ہے اور تیرے پاس جو مال و دولت ہے وہ بھی تیری ملکیت ہے"۔

☆ ☆ ☆

مسلمانوں نے ایران کے شہروں میں سے ایک شہر طرطوس کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اہل طرطوس قلعہ بند ہو کر مقابلہ کر رہے تھے۔ اچانک انہوں نے ہاتھ روک لیا اور نہایت اطمینان سے شہر کے دروازے کھول کر باہر نکلنے لگے۔ مسلمانوں کو تعجب ہوا اور احوال واقعی کا پتہ چلانے کے لئے اہل طرطوس سے پوچھا۔ انہوں نے کہا "ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ تم ہی نے تو ہماری جانب امان کا پروانہ پھینکا ہے اور ہم نے تمہاری دی ہوئی امان قبول کر لی ہے"۔ یہ خبر سن کر مسلمان پریشان ہو گئے اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ امان کس نے دی ہے۔ مکنف نامی غلام نے کہا "میں نے امان لکھ کر تیر کے ساتھ باندھی تھی اور ان کی جانب پھینک دی تھی"۔ مسلمانوں نے جنگ تو بند کر دی مگر ان کا اطمینان نہ ہوا۔ انہوں نے سیدنا عمر بن خطاب ؓ کی خدمت میں قاصد بھیجا اور اس نازک صورتحال میں رہنمائی طلب کی۔ امیرالمومنین نے جواب بھیجا "اللہ تعالیٰ نے ایفائے عہد کی بڑی تاکید اور عظمت بیان کی ہے۔ تمہیں اگر کسی معاملے میں شک بھی گزرے تو تمہیں ایفائے عہد ضرور کرنا ہو گا۔ اہل طرطوس کو امان دو اور اپنا عہد وفا کرو"۔ چنانچہ اہل طرطوس کو ایک غلام کے عہد پر امان دے دی گئی۔

☆ ☆ ☆

حضرت سلمان فارسی ؓ کو کسی شخص نے دیکھا کہ آٹا گوندھ رہے ہیں۔ ان دنوں حضرت سلمان فارسی ؓ گورنر تھے۔ اس شخص نے پوچھا "آپ خود آٹا گوندھ رہے ہیں۔ غلام کہاں ہے؟" فرمایا "میں نے اسے کام سے باہر بھیجا ہے اور مجھے یہ بات ناگوار لگتی ہے کہ اس پر دوہرا بوجھ ڈالوں"۔

☆ ☆ ☆

حضرت انس بن مالک ؓ حضور اکرم ﷺ کے خاص خادم تھے' بڑے بلند پایہ صحابی اور سرداران انصار میں سے تھے۔ امام محمد بن سیرین کے والد سیرین بن ابی عمر اُن کے غلام تھے۔ سیرین نے حضرت انسؓ سے درخواست کی کہ ان کے ساتھ آزادی کا معاہدہ کر لیں۔ حضرت سیرین کی درخواست معقول تھی مگر سیدنا انسؓ نے رد کر دی۔ سیرین حضرت عمر ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا معاملہ پیش کر دیا۔ امیرالمومنین ؓ نے حضرت انس ؓ کو حکم دیا کہ مکاتبت کر لیں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے درہ اٹھا لیا اور سورۂ نور کی آیت ۳۳ پڑھی: "اور تمہارے مملوکوں میں سے جو مکاتبت کی درخواست کریں ان سے مکاتبت کر لو اگر تمہیں معلوم ہو کہ ان کے اندر بھلائی ہے"۔ حضرت انسؓ کو مکاتبت کرنا پڑی اور سیرین آزاد ہوئے۔

لمحہ فکریہ

عزت و وقار اور کامیابی کے حصول کا یقینی ذریعہ؟

تحریر : محمد رشید عمر

﴿اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ﴾ ”کیا ایمان کے دعویداروں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد کے آگے اور جو اُس نے حق میں سے نازل کیا ہے اس کے آگے جھک جائیں“۔

سورۂ حدید کی آیت کے اس ٹکڑے میں اللہ تعالیٰ نے نازل کردہ حق کے ظاہر اور ثابت ہو چکنے کے بعد اہل ایمان کے ساتھ ایک شکوے کا انداز اختیار فرمایا ہے کہ کیا اب بھی اللہ کی فرمانبرداری اختیار کرنے میں کوئی شک و شبہ باقی رہ گیا ہے جبکہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے اللہ کے کلام کی حقانیت کی تصدیق کر لی ہے۔ وزیر اعظم صاحب نے ایٹمی دھماکہ کے لئے قرآن مجید سے راہنمائی حاصل کی‘ اس پر عمل کیا‘ اس کی برکات کا پوری قوم کے ساتھ انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ قرآن کی راہنمائی کا حق ہونا ثابت ہو گیا۔ جلد ہی بعد قرآن کریم کی ہدایت ”امرھم شوریٰ بینھم“ ”ان کے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں“ کو بھول کر کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان کر دیا‘ نتیجہ کیا نکلا کہ آج وہ اور ان کے وزراء صوبائی اور علاقائی قیادت کے لوگوں کی منتیں اور ان کے آگے کھسیانی ہنسی ہنستے نظر آتے ہیں۔ یہ اللہ پر ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود اس کی نازل کردہ ہدایت سے منہ موڑنے کا نتیجہ ہے۔ ایٹمی دھماکہ کے بعد جو مقبولیت اللہ نے انہیں عطا کی تھی۔ اس حالت میں میاں صاحب اللہ کو نہ بھولتے اور کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا منصوبہ جو ملک کی زرعی ترقی اور توانائی کی ضرورتوں کے پورا کرنے کا اہم منصوبہ تھا اور عرصہ سے التوا میں پڑا چلا آ رہا تھا۔ اس کو حل کرنے کے لئے قرآنی ہدایت پر پہلے سے عمل کرتے اور اعلان کو کچھ دنوں کے لئے مؤخر کر کے عوام سے رابطہ قائم کرتے۔ عوام کے دل وہ پہلے سے جیت چکے تھے۔ وہ ڈیم کی مخالفت کرنے والے لوگوں کے علاقوں میں جا کر عوامی جلسوں میں ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھ کر حمایت میں ان کے ہاتھ کھڑے کرواتے۔ تو یقیناً پاکستانی عوام جو اپنے برے اور بھلے کی تمیز رکھتے ہیں۔ کھلے دل سے ان کی حمایت کرتے اور میاں صاحب دیکھتے کہ وہ سیاسی قوتیں جو صرف اپنے ذاتی مفادات کی سیاست کے لئے مسائل کو اُچھال کر حکومت کے سامنے مشکلات کے پہاڑ کھڑا کر دیتی ہیں‘ مخالفت کی جرات نہ کر سکتیں اور نہ ان کی ہر دلعزیزی میں کمی آتی لیکن جب انہوں نے اللہ ی نازل کردہ ہدایت کی حقانیت اور اس کی برکات کا نظارا اپنی آنکھوں سے کر لیا اور اس کے بعد اس کو پس پشت ڈال دیا تو پھر ان کو جان لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ وزیر اعظم کی طرح لاچار اور بے بس نہیں ہے۔ وہ اس پر قادر ہے کہ اپنی ہدایت سے اعراض کرنے والوں کو ذلت کا مزا چکھائے۔ ایٹمی دھماکوں کے بعد قوم میں یگانگت کے جذبات پیدا ہو جانے اور عوام کے دلوں میں ان کی مقبولیت کے باوجود سیاسی طالع آزماؤں نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے معاملہ کو اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے۔ کہ اس کی تعمیر کا معاملہ التوا میں تو پڑ ہی گیا ہے۔ التوا کے باوجود اس کی تعمیر کا فیصلہ بھی مخدوش نظر آ رہا ہے۔ اسی طرح دوسرا مسئلہ نہیں بلکہ اہم ترین مسئلہ معاشی خود انحصاری کا مسئلہ ہے جس کے لئے حکومت نے مہم شروع کر رکھی ہے۔ ہم وزیر اعظم صاحب کی خدمت میں واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ چاہے ہزاروں سکیمیں اور منصوبے بنالیں۔ چاہے کتنے ماہرین بلالیں‘ یہ مسئلہ کبھی حل نہیں ہو گا جب تک ہم اللہ کی نازل کردہ ہدایت کی طرف رجوع نہیں کریں گے اور اس کو تسلیم نہیں کریں گے۔ معیشت کے معاملے میں ہم نے سود کو اختیار کر کے اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کا چیلنج قبول کیا ہوا ہے۔ مالک کائنات اور اس کے نائب کے ساتھ اعلان جنگ بھی ہو اور

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

تبصرہ کتب

قرآن‘ اہل کتاب اور مسلمان

—— تبصرہ : سردار اعوان ——

ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی‘ علی گڑھ (بھارت) کے زیر اہتمام شائع شدہ جناب محمد رضی الاسلام ندوی کی تصنیف ”قرآن‘ اہل کتاب اور مسلمان“ کا بنیادی موضوع کم و بیش وہی ہے جو محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب ”سابقہ اور موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی حال اور مستقبل“ کا ہے۔ یعنی قرآن کی روشنی میں اہل کتاب کے حالات کا جائزہ اور مسلمانوں کے لئے عبرت و نصیحت۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ اول الذکر میں آیات قرآنی کی نسبت سے کتاب کا بیشتر حصہ (۲۶۹ صفحات) اہل کتاب سے متعلق ہے اور صرف ۲۷ صفحات امت مسلمہ کی موجودہ صورت حال کے بارے میں ہیں۔ جبکہ مؤخر الذکر میں سابقہ اور موجودہ امتوں کی دو ہزار سالہ اور پندرہ سو سالہ تاریخ کا تقابلی جائزہ پیش کرنے کے بعد کتاب کا زیادہ حصہ اُمت مسلمہ کے موجودہ حالات اور اس کے مستقبل کے بارے میں مباحث پر مشتمل ہے۔ چنانچہ زیر تبصرہ کتاب میں فصل نمبر ۴ کے تحت چند ایسے مظاہر پر روشنی ڈالتے ہوئے کہ ہم مسلمان دین کی حقیقی تعلیمات کے برعکس اور گمراہ اہل کتاب کے مثل ہیں‘ یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان بحیثیت مجموعی زندگی کے بیشتر معاملات میں دین سے دور ہو کر اس طرح بد اعمالیوں کا شکار ہیں جس طرح اہل کتاب۔ مصنف نے لکھا ہے کہ اللہ کے مغضوب اور گمراہ بندوں کے طور طریقے اختیار کر کے اور ان کے نقش قدم پر چل کر ہم کیوں کر اس (تعالیٰ) کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں۔ آخر میں اس ضمن میں ایک روایت بھی درج کی ہے کہ مشہور صحابی رسول حضرت حذیفہ ؓ سے کسی نے سوال کیا کہ سورۂ مائدہ کی آیات ۴۴ تا ۴۷ (اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں... وہی ظالم ہیں... وہی فاسق ہیں) کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ بنی اسرائیل سے متعلق ہیں‘ آپ کا کیا خیال ہے؟ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا: ”یہ تو خوب رہی کہ ہر کڑوی کسیلی چیز تمہارے بھائیوں بنی اسرائیل کے لئے ہو اور ہر میٹھی چیز تمہارے لئے خاص ہو“۔

جب پاکستان کو دنیائے اسلام کی واحد ایٹمی طاقت کا اعزاز حاصل ہوا

ہم راسکوہ کے پہاڑ کے سائے میں پھڑکتے حشرات الارض کی حرکات تک دیکھ رہے تھے

ایک غریب مگر خوش نصیب ٹیکنیشن جسے پوری اسلامی دنیا کا سب سے بڑا اسلامی اعزاز ملا!

خدانخواستہ اگر ہم ناکام ہو جاتے تو پوری دنیا میں نشانِ عبرت بن جاتے

2 مئی کی شام ڈاکٹر ثمر مبارک نے اسلام آباد کو پیغام دیا' سر ہم تیار ہیں

پاک فضائیہ کے طیارے چوبیس گھنٹے چاغی کے اوپر منڈلاتے رہتے

ایٹمی دھماکوں کا آنکھوں دیکھا حال

(بشکریہ : خبریں' ۲۲جون ۹۸ء)

صبح چار بجے ابھی اندھیرے میں کہیں کہیں روشنی کے پیوند لگنے شروع ہوئے تھے' ہم میں سے کچھ لوگ نماز فجر سے فارغ ہو کر سورۂ فاتحہ کی تلاوت کر رہے تھے جبکہ باقی جائے نماز پر رکوع و سجود میں مصروف تھے۔

آج کا دن نہ صرف ہماری زندگی بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے اہم ترین دن تھا کیونکہ آج یہ فیصلہ ہو جانا تھا کہ آنے والے دنوں میں مسلمان کرۂ ارض پر سر اٹھا کر چلنے کی اہلیت رکھتے ہیں یا نہیں؟ ہمارے پراجیکٹ ڈائریکٹر ثمر مبارک مند پچھلے چار روز سے مسلسل کچھ پڑھ رہے تھے' ہم میں سے ایک ساتھی نے پوچھا تو وہ مسکرا کر بولے "یہ فتح کی دعا ہے جب نبی اکرم ﷺ کسی غزوہ کے لئے نکلتے تھے تو آپؐ یہی دعا پڑھا کرتے تھے"۔ ایک سیکولر ساتھی نے طنزاً کہا "ڈاکٹر صاحب یہ دعاؤں نہیں ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ جس کے پاس جتنی بڑی' جدید اور مضبوط ٹیکنالوجی وہ اتنا ہی کامیاب"۔ ڈاکٹر ثمر نے سنا تو مسکرا کر بولے "ڈاکٹر صاحب دنیا میں آج تک دعا سے بڑی' جدید اور مضبوط ٹیکنالوجی دریافت ہی نہیں ہوئی۔" ابھی یہ تکرار جاری تھی کہ کنٹرول باکس کا مائیک آن ہوا۔ سرخ بتی جلی اور صحرا میں دور تک ایک آواز گونجی "ڈیئر آرمی پرسنلز وی آر فیسنگ" اور ہم سب کنٹرول روم کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔

کنٹرول روم کے حالات واقعی خراب تھے۔ بادپیمائی کے آلات نشاندہی کر رہے تھے ابھی چند لمحوں بعد صحرا کی طرف سے ہوا کا ایک طوفان اٹھے گا' ہماری بنائی ٹنلز (Tunnels) سے الجھتا ہوا' کنٹرول روم کو ہٹ کرے گا اور پھر بہتا ہوا دالبندین تک چلا جائے گا۔ صورت حال بڑی خطرناک تھی' ہم سب کے چہرے لٹک گئے' جو لوگ نیوکلیئر ٹیکنالوجی سے وابستہ ہیں' وہ ہماری یہ کیفیت سمجھ سکتے ہیں۔ ہمیں معلوم تھا اس بیابان میں جب بھی ہوا رخ بدلتی ہے تو یہ سلسلہ کئی روز تک جاری رہتا ہے۔ پہلے ہوا نے ہمارے دو قیمتی دن ضائع کر دیئے تھے۔ ہمارے سیکولر ساتھی نے چمک کر ثمر مبارک سے کہا "جی ڈاکٹر صاحب! اب اس آفت پر بھی کوئی دعا آزمائیں" ڈاکٹر ثمر نے اپنے روایتی دھیمے پن سے جواب دیا "اللہ بہتر کرے گا' فکر مت کریں ابھی ہمارے پاس تین گھنٹے ہیں۔"

ہم نے اس تبدیلی کی اطلاع اسلام آباد کر دی' ادھر سے جواب آیا "پریشان مت ہوں' آج نہیں تو کل سہی' مکمل تسلی سے آپریشن کریں" ہماری کچھ ڈھارس بندھی اور ہم نے اس فرصت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بار پھر اپنے نظام کا معائنہ شروع کر دیا۔ ٹنلز (Tunnels) پر چار کیمرے اور راستے ہی مائیک نصب تھے' ان سے ذرا فاصلے پر اتنے ہی مزید کیمرے لگائے گئے تھے۔ ٹنل (Tunnels) میں نصب کیمروں کا مقصد دھماکے سے چند لمحے قبل اور بعد کے مناظر اور آوازیں ریکارڈ کرنا تھا۔ جس کے بعد لازمی بات تھی' اس نظام نے ضائع ہو جانا تھا۔ جبکہ فاصلے پر نصب کیمروں نے اس وقت تک کام کرنا تھا جب تک پہاڑ سے کھسک کر گرنے والے پتھر انہیں پوری طرح ڈھانپ نہ لیتے۔ کیمروں کی ان دونوں نشستوں سے دو کلومیٹر کے فاصلے پر کیمروں کی ایک اور قطار تھی جس کا کام بیرونی مناظر کی عکس بندی تھا۔ ان کیمروں نے راسکوہ کا سارا پہاڑ فوکس کر رکھا تھا۔ ہم نے کنٹرول روم کا بٹن دبایا۔ سارے کیمرے آن ہو گئے۔ ٹنل کے اندر کا گھپ اندھیرا ہمارے سامنے تھا۔ دوسرے مانیٹر پر ٹنلز (Tunnels) کے دھانے نظر آ رہے تھے۔ جنہیں ہم نے چند روز پہلے ہی سیمنٹ سے بند کیا تھا۔ تیسرے مانیٹر پر سارا راسکوہ پہاڑ دکھائی دے رہا تھا۔ ہم کنٹرول پینل کی ناب گھما کر پہاڑ کے سایوں میں پھڑکتے ان حشرات الارض کی حرکات تک نوٹ کر سکتے تھے جو صرف انہی پہاڑوں میں پائے جاتے تھے اور پتھروں کے کھرند جن کی غذا تھی۔

اسی پینل پر دھماکے کی شدت ناپنے والے آلے بھی نصب تھے۔ ہمارے کنٹرولر نے ایک بٹن پش کیا' سکرین جاگ اٹھی' اس نے دوسرا بٹن پش کیا' دور ٹنل میں ایک مصنوعی دھماکہ ہوا' سکرین نے فوراً شدت کا اعلان کر دیا۔ کنٹرولر نے کلپ بورڈ جڑے کاغذ پر نظر ڈالی اور گردن ہلا کر تصدیق کر دی کہ چارٹ پر درج شدہ اور سکرین کے اعلان میں کوئی فرق نہیں۔ اس نے ایک اور بٹن دبایا' پینل پر لگے میٹر کی سوئی نے آخری سرے سے سرچ کر کرنٹ کے بہاؤ کی تصدیق کر دی' کنٹرولر نے فوراً انگلی اٹھا لی' اس کا مطلب تھا پینل سے ڈیوائس تک کرنٹ کا بہاؤ

درست تھا۔ اس سے مطمئن ہو کر اس نے ایک اور بٹن پش کیا۔ ہم سب نے فاصلہ ماپنے والی سکرین پر نظریں جما دیں۔ ڈاکٹر ثمر بولے "ساؤتھ ویسٹ ۴۵ ڈگری" کنٹرولر نے ناب گھمائی، پہلے سکرین پر سمت ظاہر ہوئی پھر زاویئے، چند لمحوں تک سکرین پر رنگوں کی لہریں دوڑتی ہوئی نظر آئیں، پھر "ٹیں ٹیں" کی باریک آوازیں آئیں اور سکرین پر ۲۲ کلومیٹر کے ہندسے ظاہر ہو گئے۔ اس کا مطلب تھا ۴۵ درجے جنوب مغرب میں ہم نے جو پوسٹ بنائی تھی اس کا فاصلہ ٹنل سے ۲۲ کلومیٹر تھا گویا دھماکے کے بعد ان ۲۲ کلومیٹر کے اندر جو بھی تبدیلی آتی ہمارے مانیٹر اسے ریکارڈ کر لیتے۔ ڈاکٹر ثمر نے کہا "ایسٹ نارتھ ۶۵ ڈگری" کنٹرولر نے ناب گھمائی اور عمل شروع ہو گیا۔ بعد ازاں ڈاکٹر ثمر ہدایات جاری کرتے رہے، کنٹرولر ناب گھماتا رہا، سکرین پر ہندسے چمکتے رہے، آخر میں کنٹرولر نے ناب روک کر "آٹو" کا بٹن پش کیا تو سارا پینل مختلف آوازوں، روشنیوں، لکیروں اور جلتے بجھتے جگنوؤں کی شکل اختیار کر گیا۔ جی ہاں ہمارے پینل میں ایک خود کار نظام بھی نصب تھا، اگر ہم چاہتے تو صرف ایک بٹن پش کر کے چند سیکنڈ میں صورت حال کی ساری جزئیات ریکارڈ کر سکتے تھے۔

ٹھیک ۳ بج کر ۲۹ منٹ اور ۳۲ سیکنڈ پر ریت سے بھرا ایک جھکڑ آیا، کنٹرول روم سے ٹکرایا اور دور دالبندین شہر کی طرف نکل گیا۔ پینل پر طوفان کی شدت ظاہر ہوئی تو ہمارے چہرے مزید لٹک گئے کیونکہ ہوا کے اس قدر شدید دباؤ میں اور وہ بھی شہر کی طرف، دھماکے کا رسک نہیں لیا جا سکتا تھا، اگر خدانخواستہ ہم ناکام ہو جاتے، ٹنل کی مٹی تابکاری کو ڈھانپنے میں ناکام ہو جاتی، پہاڑ میں "کریکس" پڑ جاتے تو ہوا تابکاری کے اثرات اڑا کر لے جاتی اور اس کے بعد کیا ہوتا؟ یہ سوچ کر ہی ہماری روحیں دہل جاتی تھیں، ہزاروں لاکھوں لوگوں کی موت، اگلی پچاس ساٹھ نسلوں کی معذوری، پوری دنیا میں نشان عبرت، ڈاکٹر ثمر مسلسل پڑھ رہے تھے، ہم سب بھی کچھ نہ کچھ بڑبڑا رہے تھے، جس کو جو آتا تھا وہ پڑھ رہا، جس کو کچھ نہیں آتا تھا وہ "یا اللہ رحم" کا ورد کر رہا تھا۔

ہم ڈیڑھ سو سے زائد افراد، پاکستان کے ایٹمی دماغ، اس وقت اس تنگ گھاٹی میں محصور تھے، سامنے راسکوہ پہاڑ کے پار ایک طویل اور جلا دینے والا ریگستان تھا۔ ایسا ریگستان جس کے بارے میں مقامی آبادی میں طرح طرح کی کہانیاں مشہور تھیں، کوئی کہتا تھا یہ ریگستان ایسے جنوں کا ہیڈ کوارٹر ہے جو اپنی زمین پر کسی غیر کا سایہ برداشت نہیں کرتے۔ چنانچہ آج تک اِدھر کا رخ کرنے والے ڈھور ڈنگر بھی جان سے جاتے ہیں۔ کوئی کہتا اِدھر چڑیلوں کا قبضہ ہے، ایسی چڑیلیں جو راتوں کو بین کرتی ہیں تو ان کی آوازیں چھتر تک چلی جاتی ہیں۔ ان لوگوں نے ان کہانیوں کو حقیقت ثابت کرنے کے لئے طرح طرح کی دلیلیں گھڑ رکھی تھیں جنہیں سن کر ہنسی آتی تھی لیکن ہم میں سے کبھی کوئی شخص ان لوگوں کے سامنے ہنسا نہیں، اس کی دو وجوہات تھیں ایک تو ہم اپنے کام میں اس قدر مشغول رہے تھے کہ ہنسنا تک بھول چکے تھے۔ دوم ہم جس حساس کام میں مصروف تھے اس میں ہمیں مقامی لوگوں کا زیادہ سے زیادہ تعاون درکار تھا چنانچہ یہ لوگ جب بھی ہمیں کوئی "فنی سٹوری" سناتے ہمارا جواب استعجاب اور مرعوبیت کے سوا کچھ نہ ہوتا۔

پچھلے چار پانچ روز تو بڑے کرب میں گزرے کیونکہ ہمیں ۲۳ مئی کی شام اسلام آباد سے پیغام ملا، سرحد پار سے بری اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ آپ رات کو بتی ہرگز ہرگز نہ جلائیں، ایک دوسرے سے دور دور سوئیں اور حفاظتی مورچوں سے باہر کم ہی نکلیں۔ رہی سہی کسر پاک فضائیہ کے طیاروں نے پوری کر دی جو چوبیس گھنٹے پورے چاغی کے اوپر منڈلاتے رہتے تھے۔ (جاری ہے)

الفضل ما شھدت بہ الاعداء

دُنیا کا سب سے بڑا انسان کون؟

بیروت کے مسیحی اخبار الوطن نے ۱۹۱۱ء میں لاکھوں عرب عیسائیوں کے سامنے یہ سوال پیش کیا تھا کہ دُنیا کا سب سے بڑا انسان کون ہے؟ اس کے جواب میں ایک عیسائی عالم (داور مجاعص) نے لکھا:

"دُنیا کا سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے دس برس کے مختصر زمانہ میں ایک نئے مذہب، ایک نئے فلسفہ، ایک نئی شریعت اور ایک نئے تمدن کی بنیاد رکھی۔ جنگ کا قانون بدل دیا اور ایک نئی قوم پیدا کی اور ایک نئی طویل العمر سلطنت قائم کر دی۔ لیکن ان تمام کارناموں کے باوجود وہ اُمی اور ناخواندہ تھا، وہ کون تھا؟ محمد بن عبداللہ قریشی، عرب اور اسلام کا پیغمبر، اس پیغمبر نے اپنی عظیم الشان تحریک کی ہر ضرورت کو خود ہی پورا کر دیا اور اپنی قوم اور اپنے پیروؤں کے لئے اور اس سلطنت کے لئے جس کو اُس نے قائم کیا، ترقی اور دوام کے اسباب بھی خود مہیا کر دیئے۔ اس طرح کہ قرآن مجید اور احادیث کے اندر وہ تمام ہدایات موجود ہیں، جن کی ضرورت ایک مسلمان کو اس کے دینی یا دُنیاوی معاملات میں پیش آ سکتی ہے۔ حج کا ایک سالانہ اجتماع فرض قرار دیا تاکہ اقوام انسانی میں اہل استطاعت ایک مرکز پر جمع ہو کر اپنے دینی و قومی معاملات میں باہم مشورے کر سکیں۔ اپنی اُمت پر زکوٰۃ فرض کر کے قوم کے غریب طبقہ کی حاجت پوری کی۔ قرآن کی زبان کو دُنیا کی دائمی اور عالمگیر زبان بنا دیا کہ وہ مسلمان اقوام کے باہمی تعارف کا ذریعہ بن جائے۔ قوم کے ہر فرد کو ترقی کا موقع اس طرح عنایت کیا کہ کہہ دیا ایک مسلمان کو کسی دوسرے مسلمان پر صرف تقویٰ کی بنیاد پر بزرگی حاصل ہے، اس بنا پر اسلام ایک حقیقی جمہوریت بن گیا، جس کا رئیس قوم کی پسند سے منتخب ہوتا ہے۔ مسلمانوں نے ایک مدت تک اس اصول پر عمل کیا۔ یہ کہہ کر کہ عرب کو عجم پر اور عجم کو عرب پر کوئی فوقیت نہیں، اسلام میں داخل ہونا ہر شخص کے لئے آسان کر دیا۔ نومسلموں کے لئے اسلامی ملکوں میں عیش و آرام اور امن و اطمینان سے سکونت کی ذمہ داری یہ کہہ کر اپنے اوپر لے لی کہ "تمام مخلوق خدا کی اولاد ہے، لہٰذا خدا کا سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اُس کی اولاد کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچائے"۔ خاندانی اور ازدواجی اصلاحات بھی اُس کی نظر سے پوشیدہ نہ رہیں۔ اُس نے نکاح و وراثت کے احکام مقرر کئے، عورت کا مرتبہ بلند کیا، نزاعات اور مقدمات کے فیصلے کے قوانین بنائے، بیت المال کا نظام قائم کر کے قومی دولت کو بیکار نہ ہونے دیا۔ علم کی اشاعت اور تعلیم اس کی کوششوں کا بڑا حصہ رہی۔ اُس نے حکمت کو ایک مومن کا گمشدہ مال قرار دیا، اسی سبب سے مسلمانوں نے اپنی ترقی کے زمانہ میں ہر دروازہ سے علم حاصل کیا، کیا ان کارناموں کا انسان دُنیا کی سب سے بڑی ہستی قرار نہ پائے گا؟"

(ماخوذ از "سیرت النبی ﷺ" سید سلیمان ندویؒ)

اپنے خیالات میں تبدیلی لایئے!

تحریر : ابن صالح

خیالات کی مثال ایسے نقشوں کی ہے جو کسی جگہ یا مقام کی نشاندہی کرتے ہیں تاہم نقشے خود کوئی جگہ یا محل وقوع نقشہ جتنا صحیح ہو گا اتنا آپ کو اس جگہ پر پہنچنا آسان ہو گا لیکن فرض کریں آپ کے پاس جو نقشہ ہے وہ سرے سے اس جگہ کا ہے ہی نہیں جہاں آپ پہنچنا چاہتے ہیں تو آپ کا کیا حال ہو گا' آپ جتنا تیز دوڑیں گے اتنا منزل سے دور ہوتے جائیں گے۔ آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کو یہی منظور تھا کیونکہ آپ کا اس میں کوئی قصور نہیں تھا آپ نے تو سرتوڑ کوشش کی تھی لیکن منزل تک پہنچنا بہرحال آپ کو نصیب نہیں ہو گا الا یہ کہ آپ کو احساس ہو جائے اور آپ وہ نقشہ بدل کر درست نقشہ لیں مگر یہ آسان کام نہیں۔ نقشہ بدلنا اپنے آپ کو بدلنا ہے' گویا اپنے آپ کو بدلنے کے لئے خیالات بدلنے پڑتے ہیں جس کے لئے کوئی شخص بھی آسانی سے آمادہ نہیں ہوتا۔

ہر شخص کے دماغ میں بہت سارے نقشے ہوتے ہیں۔ یہ نقشے دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو چیزوں کی وہ شکل دکھاتے ہیں جو ہوتی ہے اور دوسرے وہ جو ہونی چاہئے یعنی ایک تو وہ نقشے ہوتے ہیں جو چیزیں جیسی ہیں ویسی دکھاتے ہیں جنہیں ہم "حقائق" سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کے ساتھ تعلقات کا تمام تر انحصار ہمارے ذہن میں موجود ان نقشوں پر ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود شاید ہی کبھی کسی شخص کو زندگی میں ان نقشوں کی درستگی پر شک گزرا ہو گا بلکہ اکثر تو ہم ان کی موجودگی سے بھی واقف نہیں ہوتے' ہمارے ذہنوں میں ایک ہی بات بیٹھی ہوئی ہے کہ جو کچھ ہم سوچ رہے ہیں وہی حقیقت ہے اور جو چاہ رہے ہیں وہی سچ ہے۔ انہی مفروضوں کی بنا پر ہم زندگی گزار دیتے ہیں۔ ان مفروضوں کی تشکیل میں ایک شخص کے ماحول' خاندان' مذہب' سکول' دفتر' پیشہ اور دوست احباب وغیرہ کا خاصہ کردار ہوتا ہے جس سے غیر محسوس طور پر آدمی کا ذہن اور شخصیت ایک خاص رنگ میں ڈھلتی چلی جاتی ہے۔ ایک معقول شخص جو کچھ دیکھتا اور محسوس کرتا ہے اس کے مطابق عمل کرتا ہے اور دیکھتا اور محسوس وہی کچھ کرتا ہے جو اس کے خیالات ہوتے ہیں۔ یعنی ہمیں دنیا ویسی نظر آتی ہے جیسے ہم ہیں' نہ کہ جیسی دنیا ہے ہم جب اپنے مشاہدات اور تجربات بیان کر رہے ہوتے ہیں تو دراصل ہم اپنے آپ کو اور اپنے تخیلات اور تصورات کو بیان کر رہے ہوتے ہیں اس لئے جب کوئی شخص ہم سے اختلاف کرتا ہے تو ہمارے نزدیک وہ ہماری ذات سے اختلاف ہوتا ہے لہٰذا ہم اس شخص کو صحیح نہیں سمجھتے' حالانکہ ہو سکتا ہے کہ وہ شخص بھی اپنی جگہ ٹھیک ہو لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ حقیقت کوئی ہے ہی نہیں' حقیقت ہوتی ہے مگر حقیقت چونکہ خود نہیں بولتی۔ اس لئے ہم اسے جو معنی پہنا دیتے ہیں وہ حقیقت کا روپ دھار لیتے ہیں۔ چنانچہ ہمیں اپنے بنیادی خیالات ذہنی نقشوں یا تصورات اور اپنے تجربوں کے اثرات کے بارے میں جتنی زیادہ آگاہی ہوتی ہے اتنا زیادہ ہم اپنے خیالات کی ذمہ داری لینے' انہیں جانچنے' حقیقت کے حوالے سے انہیں پرکھنے' دوسروں کی بات سننے اور ان کے خیالات تک پہنچنے کی کوشش کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ جوں جوں ہمارے تصورات اور نقطۂ نظر میں تبدیلی اور وسعت آتی ہے ہم حقائق کے قریب تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔

غور فرمائیں اگر کوئی بھی شخص اپنے خول سے باہر آنے کے لئے آمادہ نہ ہوتا تو دنیا میں کبھی کوئی تبدیلی' کوئی

تذکیر و موعظت

دین اور رسومات کی آکاس بیل!

—— تحریر : نجیب صدیقی' کراچی ——

قرآن مجید کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تمام انبیاء علیہ السلام کی دعوت کا جواب مترفین اور معاشرے کی طرف سے ایک ہی دیا گیا ہے کہ : ﴿مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَاءَ نَا﴾ یعنی "ہم نے اپنے باپ اور دادا کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے ہم اس کو کسی قیمت پر ترک نہیں کر سکتے"۔

اس معاشرے میں انبیاء علیہم السلام کو دعوت کے ضمن میں کتنی مشکلات کا سامنا ہو گا اس کا اندازہ ہم آج بھی کر سکتے ہیں۔ آپ دعوت کا کام لے کر اٹھیں تو آپ کو معاشرے کی طرف سے یہی جواب ملے گا کہ یہ دور عقل و خرد کا ہے۔ علم و فن کے اعتبار سے پچھلے تمام ادوار سے نمایاں ہے مگر جو جواب اس جاہل دور میں دیا جاتا تھا وہی جواب اس روشن دور میں بھی آپ کو ملے گا۔ دین کے گرد رسموں کا جال آکاس بیل کی طرح پھیلا ہوا ہے۔ ان رسموں نے دین کی جگہ لے لی ہے' ان رسموں کو آپ چھیڑ کر دیکھیں لوگ تن کر کھڑے ہو جائیں گے کہ کیا ہمارے باپ دادا ایسے جاہل تھے' ان کو کیا یہ معلوم نہ تھا آپ اپنی نصیحت اپنے پاس رکھیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ ان رسموں کی سرپرستی جب دین کے نمائندہ افراد کی طرف سے ہو تو عوام الناس کو اسکے جواز کی دلیل مل جاتی ہے۔

دعوت کا کام ہر دور میں مشکل رہا ہے مگر انہی مشکلات کے درمیان فوز و فلاح کا راستہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام معاشرے کے ہر فرد کے خیر خواہ تھے۔ دعوت کے ساتھ وہ یہ بھی فرماتے تھے کہ ہم اس بات پر کوئی اجر طلب نہیں کرتے ہمارا اجر تو اللہ کے پاس ہے' ہم تو تمہارے خیر خواہ ہیں' تمہیں جہنم کی آگ سے بچانا چاہتے ہیں۔ خیر کی راہ جنت کو جاتی ہے اور گمراہی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔ اس معاشرہ میں جو سعید روحیں ہوتی تھیں وہ نبی کی دعوت کے گرد جمع ہو جاتی تھیں ضدی' ہٹ دھرم' اپنی انا کے اسیر لوگ مخالفت پر کمربستہ ہو جاتے تھے۔

معاشرے میں جب بھی کوئی دعوت اٹھے گی وہی حالات اس کو پیش آئیں گے جو سابقہ نبیوں کو پیش آتے تھے انبیاء کی دعوت دو حصوں پر مشتمل تھی ایک امر بالمعروف دوسرا نہی عن المنکر' دعوت کی یہ دونوں حیثیتیں پہلو بہ پہلو ہیں' محض امر بالمعروف یا محض نہی عن المنکر درست نہیں۔

دریافت' کوئی ایجاد ہوئی ہوتی۔ ایک خیال کی تبدیلی سے سارا منظر ہی بدل جاتا ہے۔ ایک شخص کو آپ اپنا دشمن سمجھ رہے ہوتے ہیں تو اس سے بچ کر رہنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اسی شخص کے بارے میں آپ کا خیال یہ ہو جائے کہ وہ تو اندر سے آپ کا بہت بڑا خیر خواہ ہے تو آپ فوراً اسے گلے لگانے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اتنی بڑی تبدیلی خیال میں تبدیلی کے باعث آئی گویا لوگوں کے آپس کے تعلقات کا خیالات کے ساتھ انتہائی گہرا تعلق ہے۔

بعض اصول ایسے ہیں جنہیں ہم فطری قوانین یا آفاقی سچائیوں کا نام دیتے ہیں۔ یہ اصول ہمیشہ ایک جیسے رہتے ہیں اور کسی بھی مہذب معاشرے کی جان ہوتے ہیں۔ ہمارے خیالات ان اصولوں کے جتنے قریب ہوں گے اتنا ہی ہمارا رویہ اور کردار لوگوں کے لئے قابل قبول اور قابل اعتماد ہو گا۔ لیکن خیالات اور کردار اور رویہ کی یہ تبدیلی ایک دم واقع نہیں بلکہ تدریجاً وقوع پذیر ہوتی ہے جس طرح مادی چیزوں کے بارے میں ہمیں علم ہے کہ ان میں تبدیلی اور ترقی کا عمل مرحلہ وار اور تدریج کے ساتھ ہوتا ہے' جیسے ایک بچہ پہلے بیٹھنا' پھر چلنا اور اس کے بعد دوڑنا سیکھتا ہے ایک دم نہیں دوڑنے لگتا' بالکل اسی طرح کوئی شخص پیدا ہوتے ہی معزز اور عظیم انسان نہیں بن جاتا بلکہ قدم بقدم چل کر یہ مقام حاصل کرتا ہے اگر اس کے برعکس کوئی شخص دیکھتے ہی دیکھتے ہیرو بن کر سامنے آ کھڑا ہوا ہے تو وہ بہروپیا ہے یا پھر آپ کو دکھائی نہیں دیتا۔ تاہم اس میں ایک فرق یقیناً ہے وہ یہ کہ اختلاف اور کردار کی سطح پر بڑے سے بڑا دعویٰ بھی کچھ عرصہ کے لئے چل جائے گا یہاں تک کہ آپ اپنے آپ کو بھی دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جائیں گے حالانکہ اپنے بارے میں ہر شخص کو خوب معلوم ہوتا ہے جبکہ عام معاملات میں یہ ممکن نہیں ہوتا۔ اگر آپ کو گاڑی چلانا' کرکٹ کھیلنا وغیرہ نہیں آتا تو آپ شاید ہی اس کا دعویٰ کر سکیں۔ کردار اور اخلاق کی تعمیر و ترقی کا طویل اور صبر آزما فطری راستہ چھوڑ کر آسان راستہ اختیار کرنے کی ایک اہم وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان فطرتاً جلد باز واقع ہوا ہے لہٰذا ہم اپنی کامیابی کے لئے وقتی حربے استعمال کرنے لگتے ہیں۔ مثلاً گھر میں بیوی' بچوں پر ہم اس لئے رعب گانٹھنے لگتے ہیں کہ وہ جسمانی اور معاشی طور پر ہمارے مقابلے میں کمزور ہوتے ہیں۔ اسی طرح گھر سے باہر علم' منصب' اختیارات' یا شکل و صورت یا سماجی رتبہ کے لحاظ سے جو لوگ کم تر ہوتے ہیں ان پر ہم اپنا اقتدار جمانے میں لگے رہتے ہیں لیکن جونہی ہم کسی وجہ سے ان چیزوں سے محروم ہونے لگتے ہیں تو ہمارا اقتدار بھی ڈانواں ڈول ہونے لگتا ہے [illegible] ہمارے اندر موجود ہے' ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے دریافت کریں اور اسے اپنے قول و فعل کا حصہ بنائیں۔ انجام کے لحاظ سے یہی ہمارے حق میں بہتر ہے۔ ارسطو کہتا ہے ہمارے اعمال ہماری شخصیت کا آئینہ ہوتے ہیں اور بڑائی کسی کارنامے کا نہیں عادت کا نام ہے۔ آئندہ ان شاء اللہ عادات کے حوالے سے بات کریں گے۔

بقیہ: لمحۂ فکریہ

ہمیں معاشی امن میسر آ جائے یہ محال ہے۔ ایسی خواہش جنون کی علامت ہے۔ اسی طرح آئے دن دوسرے ملکی مسائل ہیں۔ اللہ پر ایمان کا دعویٰ بھی ہو اور اس کی دی ہوئی ہدایت کو چھوڑ کر حیلہ سازیاں اور منصوبہ بندیاں ہوں۔ ان سے ذلت و رسوائی کے راستے تو نکل سکتے ہیں کامیابی اور عزت و وقار نہیں مل سکتا۔ کامیابی اور عزت و وقار کے حصول کا راستہ صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہے۔ آج یہ راستہ ہمارے لئے جس قدر ناگزیر ہے۔ شاید اس سے پہلے اس کی یہ اہمیت کبھی واضح نہ تھی۔ جتنی جلدی ہو سکے ہم اللہ کی نازل کردہ ہدایت کو اختیار کر کے اس کے آگے جھک جائیں۔ اسی میں دنیا و آخرت کی عافیت ہے۔

اطلاعات و اعلانات

☆ ڈاکٹر طاہر خان خاکوانی کی بحیثیت امیر حلقہ پنجاب جنوبی تقرری کے بعد ان کی جگہ تنظیم اسلامی ملتان شہر کا امیر جناب سید اظہر عاصم کو مقرر کر دیا گیا ہے۔

☆ تنظیم اسلامی ملتان کینٹ کے امیر جناب کامران طفیل نے بعض مصروفیات کی وجہ سے مقامی امیر کی ذمہ داری سے معذرت کر لی ہے۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے جناب محمد یونس کو تنظیم ہذا کا امیر مقرر کر دیا ہے۔

خبرنامۂ افغانستان

ترقی کا مطلب سود' زنا' فحاشی' مخلوط معاشرہ اور جرائم ہیں تو یقیناً ہمیں ایسی ترقی پسند نہیں' مغربی ممالک سکون سے محروم ہیں

افغانستان کے وزیر داخلہ ملا خیر اللہ خیر خواہ نے کہا ہے کہ طالبان اور سٹوڈنٹ کا مشترکہ مقصد یہ ہے کہ اپنے خالق اور مالک کو پہچانیں اور اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کی حکمرانی کے لئے اپنی توانائیاں صرف کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں آزادی کے ساتھ خشک روٹی قبول ہے یہاں تک کہ بھوکے رہنا پسند کریں گے لیکن غلامی کی زندگی برداشت نہیں کر سکتے۔ ہمیں فخر ہے کہ آزاد' خود مختار اور اسلامی ملک کے مالک ہیں۔ انہوں نے اس تاثر کو غلط اور دشمنوں کی سازش قرار دیا کہ طالبان ترقی کے حق میں نہیں۔ ملا خیر اللہ خیر خواہ نے کہا کہ طالبان جو ترقی چاہتے ہیں اقوام متحدہ اور مغربی ممالک اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ انہوں نے سوال کیا کہ اگر ترقی اور تمدن کا مطلب سود' زنا' فحاشی' مخلوط معاشرہ اور اخلاقی جرائم ہو تو ہم یقیناً ترقی پسند نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قیامت کے دن پر ہمارا ایمان ہے۔ ہمارا مرنا اور جینا اللہ کے لئے ہے۔ ہم اسلامی ترقی اور تمدن پر یقین رکھتے ہیں۔ انہوں نے سوال کیا کہ آج دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں کیا افغانستان جیسا امن قائم ہے؟ کیا ہمارے شہروں کی طرح جدید وسائل کے باوجود ان کے جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ ہیں کیا وہ سکھ اور سکون کی زندگی گزارنے کی عظیم نعمت سے بہرہ ور ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ جو ترقی' خوشحالی اور اطمینان اسلام میں ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں۔

حق کے مقابلہ میں کسی کی رعایت نہیں کروں گا" ○ ملا عمر

ملا محمد عمر نے کہا ہے کہ میرے نزدیک منصب و عہدہ سے قطع نظر ہر مجاہد لائق احترام ہے اور چونکہ افغانستان میں امارت اسلامیہ کا قیام ہمارا نصب العین ہے لہٰذا ہر خاص و عام کو چاہئے کہ ہر ایسے شخص کی ناانصافی کی خبر مجھ تک فی الفور پہنچائے جو اپنی اچھی شہرت یا عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہو میں ایسے شخص سے خود نمٹوں گا۔ انہوں نے کہا کہ کوئی شخص یہ نہ سوچے کہ وہ اپنی اچھی شہرت اور جنگی خدمات کی بدولت من مانی کر سکتا ہے میں حق کے مقابلہ میں کسی کی کوئی رعایت نہیں کروں گا۔ امیر المومنین نے اپنے فرمان میں اس امر کی بھی وضاحت کی کہ اطلاع دینے والے ناحق یا بلا ثبوت شرعی کوئی خبر مجھ تک ہرگز نہ پہنچائیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر مسلمان اور مجاہد خواہ وہ ذمہ دار ہو یا معمولی فرد جس طرح اللہ کے ہاں مقدم و محترم ہے ویسے ہی ہمارے ہاں بھی لائق عزت و قابل اعتماد ہے۔

دریافت، کوئی ایجاد ہوئی ہوتی۔ ایک خیال کی تبدیلی سے سارا منظر ہی بدل جاتا ہے۔ ایک شخص کو آپ اپنا دشمن سمجھ رہے ہوتے ہیں تو اس سے بچ کر رہنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اسی شخص کے بارے میں آپ کا خیال یہ ہو جائے کہ وہ تو اندر سے آپ کا بہت بڑا خیر خواہ ہے تو آپ فوراً اسے گلے لگانے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اتنی بڑی تبدیلی خیال میں تبدیلی کے باعث آئی گویا لوگوں کے آپس کے تعلقات کا خیالات کے ساتھ انتہائی گہرا تعلق ہے۔

بعض اصول ایسے ہیں جنہیں ہم فطری قوانین یا آفاقی سچائیوں کا نام دیتے ہیں۔ یہ اصول ہمیشہ ایک جیسے رہتے ہیں اور کسی بھی مہذب معاشرے کی جان ہوتے ہیں۔ ہمارے خیالات ان اصولوں کے جتنے قریب ہوں گے اتنا ہی ہمارا رویہ اور کردار لوگوں کے لئے قابل قبول اور قابل اعتماد ہو گا۔ لیکن خیالات اور کردار اور رویہ کی یہ تبدیلی ایک دم واقع نہیں بلکہ تدریجاً وقوع پذیر ہوتی ہے جس طرح مادی چیزوں کے بارے میں ہمیں علم ہے کہ ان میں تبدیلی اور ترقی کا عمل مرحلہ وار اور تدریج کے ساتھ ہوتا ہے، جیسے ایک بچہ پہلے بیٹھنا، پھر چلنا اور اس کے بعد دوڑنا سیکھتا ہے ایک دم نہیں دوڑنے لگتا، بالکل اسی طرح کوئی شخص پیدا ہوتے ہی معزز اور عظیم انسان نہیں بن جاتا بلکہ قدم بقدم چل کر یہ مقام حاصل کرتا ہے اگر اس کے برعکس کوئی شخص دیکھتے ہی دیکھتے ہیرو بن کر سامنے آ کھڑا ہوا ہے تو وہ بہروپیا ہے یا پھر آپ کو دکھائی نہیں دیتا۔ تاہم اس میں ایک فرق یقیناً ہے وہ یہ کہ اختلاف اور کردار کی سطح پر بڑے سے بڑا دعویٰ بھی کچھ عرصہ کے لئے چل جائے گا یہاں تک کہ آپ اپنے آپ کو بھی دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جائیں گے حالانکہ اپنے بارے میں ہر شخص کو خوب معلوم ہوتا ہے جبکہ عام معاملات میں یہ ممکن نہیں ہوتا۔ اگر آپ کو گاڑی چلانا، کرکٹ کھیلنا وغیرہ نہیں آتا تو آپ شاید ہی اس کا دعویٰ کر سکیں۔ کردار اور اخلاق کی تعمیر و ترقی کا طویل اور صبر آزما فطری راستہ چھوڑ کر آسان راستہ اختیار کرنے کی ایک اہم وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان فطرتاً جلد باز واقع ہوا ہے لہٰذا ہم اپنی کامیابی کے لئے وقتی حربے استعمال کرنے لگتے ہیں۔ مثلاً گھر میں بیوی، بچوں پر ہم اس لئے رعب گانٹھنے لگتے ہیں کہ وہ جسمانی اور معاشی طور پر ہمارے مقابلے میں کمزور ہوتے ہیں۔ اسی طرح گھر سے باہر علم، منصب، اختیارات، یا شکل و صورت یا سماجی رتبہ کے لحاظ سے جو لوگ کم تر ہوتے ہیں ان پر ہم اپنا اقتدار جمانے میں لگے رہتے ہیں لیکن جونہی ہم کسی وجہ سے ان چیزوں سے محروم ہونے لگتے ہیں تو ہمارا اقتدار بھی ڈانواں ڈول ہونے لگتا ہے [illegible] ہمارے اندر موجود ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے دریافت کریں اور اسے اپنے قول و فعل کا حصہ بنائیں۔ انجام کے لحاظ سے یہی ہمارے حق میں بہتر ہے۔ ارسطو کہتا ہے ہمارے اعمال ہماری شخصیت کا آئینہ ہوتے ہیں اور بڑائی کسی کارنامے کا نہیں عادت کا نام ہے۔ آئندہ ان شاء اللہ عادات کے حوالے سے بات کریں گے۔

بقیہ : لمحۂ فکریہ

ہمیں معاشی امن میسر آ جائے یہ محال ہے۔ ایسی خواہش جنون کی علامت ہے۔ اسی طرح آئے دن دوسرے ملکی مسائل ہیں۔ اللہ پر ایمان کا دعویٰ بھی ہو اور اس کی دی ہوئی ہدایت کو چھوڑ کر حیلہ سازیاں اور منصوبہ بندیاں ہوں۔ ان سے ذلت و رسوائی کے راستے تو نکل سکتے ہیں کامیابی اور عزت و وقار نہیں مل سکتا۔ کامیابی اور عزت و وقار کے حصول کا راستہ صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہے۔ آج یہ راستہ ہمارے لئے جس قدر ناگزیر ہے۔ شاید اس سے پہلے اس کی یہ اہمیت کبھی واضح نہ تھی۔ جتنی جلدی ہو سکے ہم اللہ کی نازل کردہ ہدایت کو اختیار کر کے اس کے آگے جھک جائیں! اسی میں دنیا و آخرت کی عافیت ہے۔

اطلاعات و اعلانات

☆ ڈاکٹر طاہر خان خاکوانی کی بحیثیت امیر حلقہ پنجاب جنوبی تقرری کے بعد ان کی جگہ تنظیم اسلامی ملتان شہر کا امیر جناب سید اظہر عاصم کو مقرر کر دیا گیا ہے۔

☆ تنظیم اسلامی ملتان کینٹ کے امیر جناب کامران طفیل نے بعض مصروفیات کی وجہ سے مقامی امیر کی ذمہ داری سے معذرت کر لی ہے۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے جناب محمد یونس کو تنظیم ہذا کا امیر مقرر کر دیا ہے۔

<u>خبر نامۂ افغانستان</u>

ترقی کا مطلب سود، زنا، فحاشی، مخلوط معاشرہ اور جرائم ہیں تو یقیناً ہمیں ایسی ترقی پسند نہیں، مغربی ممالک سکون سے محروم ہیں

افغانستان کے وزیر داخلہ ملا خیر اللہ خیر خواہ نے کہا ہے کہ طالبان اور سٹوڈنٹ کا مشترکہ مقصد یہ ہے کہ اپنے خالق اور مالک کو پہچانیں اور اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کی حکمرانی کے لئے اپنی توانائیاں صرف کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں آزادی کے ساتھ خشک روٹی قبول ہے یہاں تک کہ بھوکے رہنا پسند کریں گے لیکن غلامی کی زندگی برداشت نہیں کر سکتے۔ ہمیں فخر ہے کہ آزاد، خود مختار اور اسلامی ملک کے مالک ہیں۔ انہوں نے اس تاثر کو غلط اور دشمنوں کی سازش قرار دیا کہ طالبان ترقی کے حق میں نہیں۔ ملا خیر اللہ خیر خواہ نے کہا کہ طالبان جو ترقی چاہتے ہیں اقوام متحدہ اور مغربی ممالک اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ انہوں نے سوال کیا کہ اگر ترقی اور تمدن کا مطلب سود، زنا، فحاشی، مخلوط معاشرہ اور اخلاقی جرائم ہو تو ہم یقیناً ترقی پسند نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قیامت کے دن پر ہمارا ایمان ہے۔ ہمارا مرنا اور جینا اللہ کے لئے ہے۔ ہم اسلامی ترقی اور تمدن پر یقین رکھتے ہیں۔ انہوں نے سوال کیا کہ آج دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں کیا افغانستان جیسا امن قائم ہے؟ کیا ہمارے شہروں کی طرح جدید وسائل کے باوجود ان کے جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ ہیں کیا وہ سکھ اور سکون کی زندگی گزارنے کی عظیم نعمت سے بہرہ ور ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ جو ترقی، خوشحالی اور اطمینان اسلام میں ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں۔

حق کے مقابلہ میں کسی کی رعایت نہیں کروں گا' ○ ملا عمر

ملا محمد عمر نے کہا ہے کہ میرے نزدیک منصب و عہدہ سے قطع نظر ہر مجاہد لائق احترام ہے اور چونکہ افغانستان میں امارت اسلامیہ کا قیام ہمارا نصب العین ہے لہٰذا ہر خاص و عام کو چاہئے کہ ہر ایسے شخص کی ناانصافی کی خبر مجھ تک فی الفور پہنچائے جو اپنی اچھی شہرت یا عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہو میں ایسے شخص سے خود نمٹوں گا۔ انہوں نے کہا کہ کوئی شخص یہ نہ سوچے کہ وہ اپنی اچھی شہرت اور جنگی خدمات کی بدولت من مانی کر سکتا ہے میں حق کے مقابلہ میں کسی کی کوئی رعایت نہیں کروں گا۔ امیر المومنین نے اپنے فرمان میں اس امر کی بھی وضاحت کی کہ اطلاع دینے والے ناحق بلا ثبوت شرعی کوئی خبر مجھ تک ہرگز نہ پہنچائیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر مسلمان اور مجاہد خواہ وہ ذمہ دار ہو یا معمولی فرد جس طرح اللہ کے ہاں مقدم و محترم ہے ویسے ہی ہمارے ہاں بھی لائق عزت و قابل اعتماد ہے۔

کاروان خلافت منزل بہ منزل

حلقہ پنجاب غربی کا سات روزہ پروگرام

۶ جون بروز ہفتہ بعد نماز عصر امیر حلقہ محمد رشید عمر کی قیادت میں ایک قافلہ سات روزہ دعوتی پروگرام کیلئے میانوالی روانہ ہوا۔ اس ہفت روزہ میں راقم کے علاوہ نائب ناظم حلقہ پروفیسر خان محمد' تنظیم اسلامی فیصل آباد کے امیر ملک احسان الٰہی' میاں محمد یوسف' حبیب الرحمٰن' محمد اقبال' حکیم محمد علی' خالد صاحب اور شادی بیگ نے شرکت کی۔

۷ جون کو میانوالی میں دلاسہ خان کی رہائش گاہ پر ایک روزہ "تفہیم دین" کا پروگرام ہوا جس میں محمد صادق صاحب نے حقیقت ایمان پر لیکچر دیا۔ رشید عمر نے مطالبات دین پر' ملک احسان الٰہی نے فکر آخرت پر اور شادی بیگ صاحب نے موجودہ دور میں اسلامی انقلاب کے موضوع پر خطاب کیا۔ حاجی عبداللہ نے "دین اور مذہب کا فرق" کے موضوع پر خطاب کیا۔ پروفیسر خان محمد نے جناب فضل الرحمٰن سے ملاقات کی۔ موصوف کا تعلق ایک دینی گھرانے سے ہے اور جماعت اسلامی اور مولانا مودودی مرحوم سے خاصی شناسائی کے علاوہ دینی و سیاسی اور مذہبی جماعتوں پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ تنظیم اسلامی کی فکر سے متفق ہیں اور تنظیم میں شمولیت کے لئے امیر محترم سے ملاقات کے خواہش مند ہیں۔

۸ / جون کو ملک احسان الٰہی نے بعد نماز فجر مقامی مسجد میں جبکہ پروفیسر خان محمد نے بعد نماز فجر خطاب کیا۔ تفہیم دین کا ایک روزہ پروگرام تانگی ٹاؤن میں ہوا۔ پروفیسر خان محمد' حاجی عبداللہ اور ملک احسان الٰہی نے خطاب کیا۔

۹/ جون کو بعد نماز فجر رشید عمر صاحب نے احادیث کا مطالعہ کرایا۔ یہ پروگرام روزانہ بعد از نماز فجر منعقد ہوتا رہا۔ جناب شادی بیگ کی رہنمائی میں قافلہ ڈیرہ اسماعیل خان پہنچا۔ گومل یونیورسٹی کی مسجد میں پروفیسر خان محمد نے خطاب کیا۔ ہوسٹل میں پروفیسر صاحب نے "فرائض دینی کا جامع تصور" پیش کیا۔ مسجد دولت الکویت نزد گومل یونیورسٹی میں پروفیسر خان محمد اور رشید عمر نے خطاب کیا۔

۱۰/ جون کو پروفیسر خان محمد نے گومل یونیورسٹی کے ڈین سے ملاقات کی اور اساتذہ سے خطاب کیا۔ ذاتی رابطہ کے سلسلہ میں رشید عمر اور ان کے ساتھیوں نے ڈیرہ اسماعیل خان کے بازار توپاں والا میں ساٹھ احباب سے ملاقات کی۔ نماز عصر کے بعد ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ میں ملک احسان الٰہی نے اور رشید عمر نے ایک مسجد میں خطاب کیا' جس میں حاضرین کی تعداد ۶۰ تھی۔ رشید عمر نے شعبہ میڈیکل سے وابستہ ۲۵۰ افراد سے ملاقات کر کے دعوت پہنچائی۔ نماز عصر کے بعد ہی مسجد خالد بن ولید میں رشید عمر صاحب نے خطاب کیا۔

۱۱ / جون کو نو بجے صبح "VENSUM" کالج کے پرنسپل اور سٹاف سے پروفیسر خان محمد نے خطاب کیا۔ مسجد دولت الکویت میں کتاب "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کا اجتماعی مطالعہ محمد اقبال نے کرایا۔ نماز ظہر کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان کے نزدیکی گاؤں پوٹا میں دعوتی پروگرام منعقد ہوا۔ شرکاء کی تعداد ۱۰۰ سے زائد تھی۔ یہ مسجد ۱۹۲۵ء میں تعمیر ہوئی۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسی قد آور شخصیت مسجد میں خطاب کر چکی ہے۔ اس گاؤں کی ممتاز شخصیت حاجی محمد عباس خان مجددی نقشبندی نے پروگرام کی کامیابی کے لئے بھرپور تعاون کیا۔ نماز مغرب کے بعد بھکر کے نزدیکی گاؤں کراڑی مائنر میں رشید عمر صاحب نے "دینی ذمہ داریوں کے حوالہ" سے خطاب کیا۔

۱۲/ جون کو پروفیسر خان محمد اور بھکر کے نوجوان رفیق عزت بیگ نے ضلع کچہری میں وکلاء اور عدالتی اہلکاروں سے ذاتی رابطہ کیا۔ حکیم محمد علی' حبیب الرحمٰن اور محمد صادق پر مشتمل ایک ٹیم نے بھکر شہر کے بازاروں میں ذاتی رابطہ کیا۔ ایک اور ٹیم نے جو راقم اور محمد اقبال پر مشتمل تھی' تاجر حضرات سے ملاقات کی۔ کراڑی مائنر مسجد میں ملک احسان الٰہی صاحب نے خطاب جمعہ میں تنظیم کی دعوت پیش کی۔ ایک مسجد میں پروفیسر خان محمد نے بعد از نماز جمعہ خطاب کیا۔ چک نمبر ۱۶-M.L.A/۶۰ میں بعد از نماز مغرب مختلف مقامات پر ۷۰ کے قریب افراد کے سامنے رشید عمر' ملک احسان الٰہی' پروفیسر خان محمد اور شادی بیگ نے خطاب کیا۔

۱۳/ جون کو بعد از ناشتہ رفقاء نے تین گروپس میں تقسیم ہو کر بھکر شہر کے بازاروں میں دکاندار حضرات سے ملاقات کی۔ ۷ گھنٹے کے سفر کے بعد دعوتی قافلہ قرآن ہال سرگودھا پہنچا۔ تنظیم اسلامی سرگودھا کے تحت شب بیداری کا پروگرام طے تھا۔ ہفت روزہ دعوتی پروگرام کی برکات سے رفقاء کو آگاہ کیا گیا۔

۱۴ / جون کو قرآن ہال سرگودھا میں حلقہ کا مشاورتی اجلاس ہوا۔ اجلاس میں حلقہ کی دعوتی و تنظیمی سرگرمیوں بالخصوص اساتذہ تک دعوت پہنچانے کے ہدف کے بارے میں غور ہوا۔ ہفت روزہ پروگرام میں کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔

اس پروگرام میں شادی بیگ صاحب نے رابطہ کے لئے بہت محنت کی۔ اس کے علاوہ زرعی فیکلٹی گومل یونیورسٹی کے ہوسٹل سپرنٹنڈنٹ جناب واصل صدیقی Vensum College کے ڈی پی ای صاحب اور بھکر کے رفیق عزت بیگ صاحب اور شادی بیگ صاحب کے والد گرامی نے دعوتی قافلے کی خدمت اور تعاون میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس سفر میں تقریباً ۶۵۰ افراد سے رابطہ ہوا جبکہ ۱۲۳۰ کلومیٹر کا فاصلہ طے ہوا۔ (رپورٹ : حافظ محمد ارشد)

تنظیم اسلامی لاہور شمالی کا ماہانہ تربیتی اجتماع

اجتماع کا آغاز سورۃ الشوریٰ کی آیات ۳۶ تا ۴۳ کے درس سے ہوا۔ مدرس کے فرائض پروفیسر حافظ محمد اشرف نے انجام دیئے۔ انہوں نے کہا کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فریضہ اقامت دین سے عہدہ برآ ہونے والی تحریک کے کارکنان کے ہمہ جہتی اوصاف بیان فرمائے ہیں جن میں سرفہرست دنیا کی بے ثباتی' اور استحضار آخرت کا یقینی تصور موجود ہے۔ اسی طرح عالم رنگ و بو کے سلسلہ اسباب میں گم ہو جانے کو قرآن کفران نعمت سے تعبیر کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خانقاہی طرز تربیت کے برخلاف سیرت و کردار کی پختگی کے لئے قرآنی سلوک یہ ہے کہ کبائر سے اجتناب اور فواحش سے بچتے ہوئے نظام خلافت کو نافذ کرنے کی جدوجہد کی جائے۔ ابتدائی مرحلہ میں عفو و درگزر' غصہ پر قابو یافتہ ہونا لازمی امر ہے البتہ قوت کی فراہمی پر طاغوتی نظام کے محافظوں سے تصادم مول لینا ہو گا۔

ناظم تنظیم طارق جاوید نے ماہانہ رپورٹ پیش کی۔ رفقاء کو اظہار خیال کا بھی موقع فراہم کیا گیا۔ جناب نسیم اختر صدیقی گزشتہ پانچ ماہ سے تسلسل کے ساتھ "صراط مستقیم پر گامزن ہونے کے لئے التزام جماعت اور سمع و طاعت کی ضرورت" کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں۔ انہوں نے مرتب کردہ چارٹ کی صورت میں اپنی گفتگو کو sum-up کیا۔ جناب پروفیسر فیاض حکیم نے "مطالباتی کیمپ" میں رفقاء کی حاضری کی کیفیت دریافت کی۔ جناب اقبال حسین نے رفقاء کے استفسارات کے جوابات دیئے۔ (رپورٹ : محمد طارق جاوید)

قصور میں حلقہ پنجاب شرقی کے رفقاء کا دو روزہ پروگرام

لاہور کے گرد و نواح میں دین کی دعوت پہنچانے اور تنظیم اسلامی کا تعارف عام کرنے کے لئے ایک دو روزہ پروگرام ۶' ۷ / جون ۹۸ء قصور اور اس کے ملحقہ دیہات کے لئے ترتیب دیا گیا۔ قافلہ کے امیر شیخ نوید احمد تھے۔ دو روزہ پروگرام میں شرکت کرنے والے رفقاء کے نام حسب ذیل ہیں۔ لاہور شرقی سے صفدر بیگ' لاہور جنوبی سے سردر بیگ' جہانزیب برکی اور چودھری منظور احمد' لاہور وسطی سے محمد احمد' مجیب الرحمٰن اور راقم شامل تھے۔ قافلہ ہفتہ کی صبح عازم سفر ہوا اور مسجد بابا حسو والی ضلع قصور پہنچ کر قیام کیا۔ ظہر تک نماز کی اصلاح' مطالبات دین' سیر صحابہؓ اور عقیدۂ توحید کے ایک مسلمان کی سیرت و کردار پر اثرات جیسے موضوعات پر مذاکرہ ہوا۔ دو روزہ کے دوران تین مقامات پر شیخ نوید احمد اور دو مقامات پر چودھری منظور احمد نے درس

قرآن دیا۔ دونوں جگہ سوال وجواب کی نشست ہوئی اور احباب کا تعارف بھی ہوا۔ کوٹ مراد خان کے کرم فرما جناب محمد مشتاق نے رفقاء کے اعزاز میں پرتکلف عشائیہ دیا۔ (رپورٹ: تجمل حسن میرا)

اسرہ تیمرگرہ کا ایک روزہ پروگرام

۱۳/ جون کو تیمرگرہ سے آٹھ رفقاء عشیری درہ روانہ ہوئے اور عصر کی نماز سے پہلے وہاں پہنچ گئے۔ اسرہ بی بیوڑ سے بھی 4 رفقاء نے شرکت کی۔ عشیری درہ 5300 فٹ کی بلندی پر برف پوش پہاڑوں کے دامن میں ایک پرسکون اور زرخیز علاقہ ہے۔ نماز عصر کے بعد "فرائض دینی کا جامع تصور" کے موضوع پر محمد فہیم نے خطاب کیا۔ نماز مغرب کے بعد "قرآن کے حقوق" "اقامت دین کی جدوجہد" اور "بندہ مومن کی صفات" کے موضوع پر گفتگو ہوئی۔ نماز عشاء کے بعد مسجد میں موجود احباب کو تنظیم کی دعوت سے متعارف کرایا گیا۔ 14/ جون کو نماز فجر کے بعد درس حدیث ہوا۔ حقیقت ایمان' ارکان اسلام' حقیقت جہاد' حقیقت شرک کے موضوع پر تربیتی پروگرام میں مختلف رفقاء نے مختلف موضوعات پر گفتگو کی۔ نماز ظہر کے بعد درس قرآن بی بیوڑ کے رفیق حسین احمد نے دیا۔ بعد ازاں "انقلاب نبویؐ کا طریقہ کار" پر گفتگو ہوئی۔ سوال وجواب کی نشست کے بعد اختتامی دعا ہوئی۔ جناب ابو الحسن ہمارے میزبان تھے۔ جنہوں نے کل وقتی شرکت کی۔ (رپورٹ: محمد مختیار خان)

تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کا شب بسری پروگرام

تنظیمی فکر کی تازگی اور فکر آخرت کو بار بار دہرانے سے جذبہ عمل بڑھتا ہے۔ انہی مقاصد کے حصول کے لئے راولپنڈی کینٹ کے زیر اہتمام ۶ جون کو شب بسری کا پروگرام منعقد کیا گیا۔ بعد نماز مغرب جناب طارق محمود اعوان کے ہاں "انقلاب بذریعہ سیرت محمدیؐ" کے موضوع پر جناب شمیم اختر صاحب نے ایک لیکچر دیا۔ انہوں نے مقصد بعثت نبویؐ اور مراحل انقلاب نبویؐ کی وضاحت کی۔ راولپنڈی کینٹ کے امیر جناب رؤف اکبر نے "دعوت دین اور اس کی راہ میں حائل رکاوٹیں" کے موضوع پر ایک مذاکرے کی صورت میں گفتگو کی۔ انہوں نے دعوت دین کی اہمیت واضح کرتے ہوئے کہا کہ ہر رفیق تنظیم پر لازم ہے کہ وہ ہر حال میں اس دعوت کو آگے پہنچاتا رہے۔ خواہ اسے کتنی ہی مشکلات کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے۔ آج کی آخری نشست کی ذمہ داری راقم کی تھی۔ موضوع گفتگو "حالات حاضرہ اور تنظیم اسلامی کا کردار" تھا۔ یہ پروگرام بھی ایک مذاکرے ہی کی شکل میں تھا' لہٰذا حالات حاضرہ اور تنظیم اسلامی کے کردار پر رفقاء نے سیر حاصل بحث کی جس کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ ایٹمی دھماکے کے بعد ہماری دعوتی ذمہ داری بڑھ گئی ہے۔ اگلی صبح بعد نماز فجر درس قرآن ہوا۔ راقم نے سورۂ محمد کے پہلے رکوع کی روشنی میں یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی کہ اگر اللہ چاہے تو آن واحد میں برائی کو مٹا سکتا ہے لیکن چونکہ اللہ کا مطلوب انسان کو جانچنا ہے کہ کون اس دنیا میں کیا کرتا ہے اس لئے اب یہ فریضہ ہماری ذمہ داری بن گیا ہے کہ ہم کونسا راستہ اختیار کرتے ہیں' رحمن والا یا شیطان والا۔ (رپورٹ: اشتیاق حسین)

تنظیم اسلامی کراچی کا ماہانہ تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی کراچی کے رفقاء کا ماہانہ تربیتی اجتماع ہوا۔ پروگرام کا آغاز انجینئر نوید احمد کے درس قرآن سے ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی سرشت میں جلد بازی کا عنصر شامل کر دیا ہے۔ لہٰذا وہ چاہتا ہے کہ اس کی جدوجہد کے نتائج فوری طور پر برآمد ہوں اور جب ایسا نہیں ہوتا تو وہ ایسی دعائیں کرنے لگتا ہے جو اس کے حق میں خیر کی بجائے شر کا باعث بن جاتی ہیں۔ ہم جو اللہ کے دین کی سربلندی کی جدوجہد میں مصروف ہیں اگر اپنا نصب العین صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کو بنالیں تو ہمیں نتائج کی پرواہ نہیں ہونی چاہئے یہ بڑی صبر آزما جدوجہد ہے۔ جب کبھی مایوسی کا غلبہ ہو تو ہمیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے رات کی تنہائیوں میں اٹھ کر دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ سے ہمارا تعلق جتنا مضبوط ہو گا ہم صبر کے مراحل میں اتنی ہی زیادہ ثابت قدمی دکھائیں گے۔

جناب جلال الدین اکبر نے دعا کے حوالے سے سورۂ فاتحہ کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کریم سورۂ فاتحہ میں کی جانے والی دعا کا جواب ہے۔ ایمان بالغیب کے بعد عملی زندگی میں اہم ترین شے نماز ہے۔ نماز کی بروقت اور باجماعت ادائیگی اور اس میں خشوع وخضوع لازمی ہے۔ اس حوالے سے ہر رفیق کو اپنی نمازوں کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔ جناب اعجاز لطیف نے حضرت اسماء بنت ابوبکر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین کے حالات زندگی بیان کئے۔

آخر میں امیر حلقہ نے حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے ایک آزاد قوم کی حیثیت میں ہر طرح کے اندرونی وبیرونی دباؤ کو مسترد کرتے ہوئے ہندوستان کے ایٹمی دھماکوں کے جواب میں چھ ایٹمی دھماکے کردیئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تنظیم اسلامی کا ہمیشہ یہ موقف رہا ہے کہ دفاعی تیاریاں نہ صرف جاری رہنی چاہئیں بلکہ ان تیاریوں کے بارے میں لوگوں کو علم بھی ہونا چاہئے۔ ایٹمی دھماکوں کے بعد بھارتی قیادت کے رویئے میں واضح تبدیلی آئی ہے۔ جس طرح ہم نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے ایٹمی دھماکے کئے ہیں' اسی طرح جمہوری نظام کے خاتمے اور قرآن وسنت کی بالادستی کے قیام کا دینی دھماکہ بھی اسی کے بھروسے پر کر دیں۔ انہوں نے رفقاء پر زور دیا کہ وہ لوگوں میں دینی بیداری پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششیں تیز تر کر دیں۔

(رپورٹ: محمد تقی)

تونسہ شریف میں دعوتی سرگرمیاں

دو سال قبل تنظیم اسلامی ریاض کے ایک سینئر رفیق جناب رضا محمد گجر جب پاکستان منتقل ہوگئے تو دعوت دین کی لگن اور تڑپ نے انہیں چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ وہ دن رات اسی فکر میں تھے کہ کس طرح اپنے شہر میں تنظیم کی دعوت کی ترویج و اشاعت کریں اور اسے لوگوں تک پہنچائیں۔ موصوف نے حلقہ جنوبی پنجاب کے امیر مختار حسین فاروقی سے یہاں تنظیمی سرگرمیاں شروع کرنے کی بات کی۔ تونسہ شریف شہر کے رفقاء کی فہرست انہیں ارسال کی گئی۔ موصوف نے اپنے گھر پر ماہانہ دعوتی پروگرام کا آغاز کیا جو کہ فروری ۹۷ء سے باقاعدگی سے منعقد ہو رہا ہے۔ تونسہ میں ناظم اعلیٰ جناب عبدالرزاق دورہ کرچکے ہیں۔ حلقہ کی طرف سے ایک دو روزہ دعوتی پروگرام بھی کیا جاچکا ہے۔

مختار حسین فاروقی بھی پانچ مرتبہ یہاں آچکے ہیں۔ امیر حلقہ نے مقامی سکول کی اسمبلی سے اور ایک اکیڈمی میں اساتذہ اور پروفیسرز حضرات سے خطاب کیا۔ راقم ہر ماہ باقاعدگی سے دو روز کے لئے تونسہ جاتا ہے۔ یہ پروگرام ہر انگریزی ماہ کی دوسری اتوار کو ہوتا ہے' جہاں رفقاء سے ذاتی رابطہ کرکے انہیں اگلے دن کے پروگرام سے مطلع کیا جاتا ہے۔ شروع میں امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے درس قرآن کی ویڈیو کیسٹ دکھائی جاتی تھی بعد ازاں رفقاء سے "تنظیمی معاملات' تربیت گاہ میں شرکت اور امانت کی ادائیگی کے بارے میں باہمی مذاکرہ ہوتا ہے۔ اس پروگرام کے علاوہ نماز فجر کے بعد راقم کا ماہانہ درس قرآن بھی ہو رہا ہے۔ تونسہ شریف میں گیارہ رفقاء ہیں۔ ایک رفیق جناب حبیب احمد سکھانی بلوچ ہیں جنہوں نے منتخب نصاب کا خط و کتابت کورس بھی کیا ہوا ہے۔ انہی کی کوششوں سے کئی رفقاء تنظیم میں شامل ہوئے ہیں۔ حال ہی میں جناب محمد فیاض تنظیم میں نئے رفیق کی حیثیت سے شامل ہوئے ہیں۔ ان کی شمولیت جناب نسیم الدین' امیر حلقہ سندھ و بلوچستان کی کوششوں سے ہوئی۔ موصوف اپنا پرائیویٹ سکول چلا کے ساتھ ساتھ تنظیمی سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ رضا محمد گجر صاحب کی خدمات اور ایثار و قربانی بھی قابل ستائش ہے۔ انہوں نے اپنے گھر واقع محلہ سکھانی والا میں ایک لائبریری قائم کر رکھی ہے۔ ماہ جون میں ایک بھرپور دعوتی پروگرام ہوا جس میں امیر محترم کے درس قرآن کی کیسٹ "عظمت قرآن" سامعین کو دکھائی گئی۔ اس پروگرام میں ۱۵ افراد نے شرکت کی۔

(رپورٹ: شوکت حسین)

"اسرہ منڈیاں" کا دعوتی اجتماع

اسرہ منڈیاں ایبٹ آباد کے نقیب جناب عرفان طاہر نے میڈیکل کالج کے طلبہ سے رابطہ کرکے ان کی رہائش گاہ پر ۲۶ جون کو درس قرآن رکھا۔ راقم نے آیۂ بر پر درس قرآن دیا۔ درس کے حوالے سے مذاکرہ بھی ہوا۔

(رپورٹ: ذوالفقار علی)

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کا "دعوت فورم"

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے زیر اہتمام دفتر تنظیم اسلامی لاہور جنوبی واقع سمن آباد میں "دعوت فورم" کے عنوان سے ۱۹ جون کو دعوتی اجتماع منعقد ہوا۔ "عظمت قرآن" اور مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق کے موضوع پر تقاریر اور مذاکرہ ہوا۔ صدارت جناب عاکف سعید، مدیر ندائے خلافت نے کی، پروفیسر فیاض حکیم نائب امیر حلقہ مہمان خصوصی تھے

"دعوت فورم" کا آغاز حافظ محمد اصغر نے تلاوت قرآن پاک کیا۔ سٹیج سیکرٹری محترم غازی محمد وقاص نے مسعود پرویز کو نعت رسول مقبول پیش کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے "میرا پیامبر عظیم تر ہے" کا انتخاب کیا۔ غازی محمد وقاص نے "دعوت فورم" کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ امیر محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے ۳۵ سال قبل دروس قرآن و خطابات کا آغاز مسجد خضرا سمن آباد سے کیا۔ انہوں نے قرآن مجید سے عوام الناس کا لگاؤ پیدا کرنے کی سعی جمیلہ کی۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں موقع مرحمت فرمایا ہے کہ ہم سمن آباد کے مکینوں کو اسی عظیم مقصد کی دعوت کے لئے متوجہ کر سکیں۔ ہمارے پیش نظر تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اسلام کے انقلابی فکر سے روشناس کروانا ہے۔ تاکہ پاکستان میں نظام خلافت کے قیام کے لئے راہ ہموار ہو سکے۔ "دعوت فورم" میں سکول و کالج کے طلباء کو کوئز، مذاکرے اور مختلف عنوانات کے تحت تقریری مقابلے کی دعوت دی جائے گی۔ بہتر کارکردگی پر انعام بھی دیئے جائیں گے۔ "دعوت فورم" کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ امیر لاہور جنوبی غازی محمد وقاص نے فیاض محمد صاحب کو "عظمت قرآن" پر تقریر کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا کہ یہ قرآن ہی کا اعجاز ہے کہ اہل ایمان دنیا پر چھا گئے اور سائنس کے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ کسی یورپین سکالر کا کہنا ہے کہ

Europe has reaped knowledge from Muslim

مسلمانوں کو اگر فرقوں اور فتنہ و فساد سے نکلنا ہے تو قرآن مجید ہی کو اپنی زندگیوں کا مرکز و محور بنانا ہو گا۔

عظمت قرآن پر گفتگو کے بعد مذاکرہ ہوا۔ موضوع تھا "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" Co-ordinator جناب فیاض اختر میاں جبکہ شرکاء مذاکرہ میں عزیر حکیم، سید فاروق اور حافظ محمد جمیل تھے۔ یہ مذاکرہ لاہور جنوبی کی پہلی کاوش تھی۔ مذاکرہ میں درج ذیل پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔ قلوب کے زنگ دور کرنے کے لئے موت کی بکثرت یاد اور قرآن مجید کی تلاوت کو اپنا معمول بنایا جائے۔ قرآن مجید کو سوچ سمجھ کر پڑھنا چاہیے اس کے لئے عربی زبان کی تحصیل کی جائے۔ نبیؐ اور صحابہؓ کے دور میں حفظ قرآن کا مطلب یہ تھا کہ ہر عمل قرآنی تعلیمات کے مطابق ہو۔ مہمان خصوصی پروفیسر فیاض حکیم نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ لاہور جنوبی مبارک باد کی مستحق ہے کہ اس نے "دعوت فورم" کے عنوان سے ایک نیا پروگرام ترتیب دیا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام الناس میں قرآن حکیم سے بیداری کی لہر پیدا کی جائے تاکہ وہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ آیا ہم پر قرآن مجید کے کیا حقوق ہیں؟ قرآن مجید پر ایمان کی تصدیق تو قرآن کے مطابق اعمال صالح سے ہوتی ہے ہماری زندگیاں قرآن مجید کی عملی تفسیر بن جائیں یہی ہمارا اولین مقصود ہونا چاہیے۔ روزمرہ کی زندگی سے ایمان و یقین کو پرکھا جا سکتا ہے ہمیں معلوم ہے کہ آگ جلاتی ہے ہم میں سے کوئی بھی جلتی آگ میں ہاتھ ڈالنا گوارا نہیں کرتا۔ آخر کیوں؟ اس لئے کہ آگ جلا کر دیتی ہے، کا یقین ہے۔ قول و فعل کے تضاد کی وجہ سے امت مسلمہ ذلت و رسوائی سے دوچار ہے۔ قرآن مجید صرف ثواب کے حصول کے لئے نازل نہیں ہوا بلکہ بنی نوع انسان کی آفاقی راہنمائی کے لئے نازل ہوا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ قرآن کو دیکھنے پڑھنے سے بھی ثواب ملتا ہے مگر اسی بات پر تکیہ نہ کر لیا جائے۔ اگر ہم نے قرآن کو دوسروں تک نہ پہنچایا تو مجرم ہم ہوں گے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی انہی مقاصد کے لئے قائم کی ہے۔ "اللہ کی حکومت اسی طرح زمین پر قائم ہو جیسے آسمان پر قائم و دائم ہے"۔ اس کے لئے ایسے لوگ تنظیم اسلامی کو درکار ہیں کہ جو اپنا تن من، دھن اس مقصد عظیم کے لئے "وار" دیں۔

جناب حافظ عاکف سعید نے اپنے صدارتی خطاب میں "دعوت فورم" کے انعقاد پر لاہور جنوبی کو ہدیہ تبریک پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس قسم کے پروگرام سے عوام الناس میں قرآن حکیم سے ذہنی و قلبی وابستگی اور اسلام کے انقلابی فکر کو عام کرنے میں مدد ملے گی۔ بالخصوص طلباء کے لئے ایسے پروگرام بہت مفید ثابت ہوں گے۔ "دعوت فورم" میں "مذاکرہ" کو شامل کر کے رفقاء و احباب کو قرآن کی تعلیمات بہم پہنچانے کا سامان کیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ ایک عمدہ اور مفید کوشش ہے مگر خوب سے خوب تر کی جستجو اور اس فورم کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش جاری رہنی چاہیے۔ انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کے قیام اور امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی مساعی جمیلہ کی غرض و غایت یہی ہے کہ قرآن مجید سے متعلق رائج الوقت تصورات کی جگہ حقیقی تصورات سے مسلمانوں کو روشناس کروایا جائے۔ فی الوقت ہمارے معاشرے میں قرآن حکیم کا مصرف یہی ہے کہ جان کنی کا عالم ہو تو سورۃ یٰسین پڑھ کر سنا دی جائے، مختلف مواقع پر فقط ایصال ثواب کے لئے قرآن پڑھ لیا جائے، فال نکالنا مقصود ہو تو قرآن کھول لیا جائے، عدالتوں میں گواہی دلوانا پیش نظر ہو تو قرآن پر حلف لے لیا جائے اور دلہن کو رخصت کرنا ہو تو قرآن کے سائے تلے سے رخصت کر دیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ غور طلب بات یہ ہے کہ کیا مسلمانوں پر قرآن مجید کے یہی حقوق ہیں؟ نہیں! اس ضمن میں مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق سے متعلق شعور اجاگر کرنا ہماری اولین ذمہ داری ہے۔ ہمیں ان حقوق کی ادائیگی کے لئے بھی کمربستہ ہونا چاہیے۔ اگر ہم یہ ذمہ داری ادا نہیں کرتے تو جو مثال قرآن حکیم میں یہود کے لئے سورۃ جمعہ میں بیان ہوئی ہے کہ کتاب اللہ کی حامل اُمت اگر اس کتاب کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرے تو اس کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر نہایت عالمانہ کتابوں کا بوجھ لدا ہو، وہ مثال ہم پر بھی صادق آئے گی۔ قرآن مجید کے حقوق کی ادائیگی کے لئے حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا طرز عمل ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ جیسے ہم جسمانی صحت و تندرستی کے لئے متوازن غذا کا اہتمام و انصرام کرتے ہیں اس سے بڑھ کر ہمیں روحانی غذا (یعنی قرآن مجید کی تلاوت) کا اہتمام کرنا چاہیے۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ عربی زبان و گرائمر کی تحصیل کے بغیر فہم قرآن کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ہمیں لازماً عربی زبان و گرائمر کی تعلیم کو فروغ دینا چاہیے، تبھی ہم حدیث مبارکہ

"خیر کم من تعلم القرآن و علمہ" کا مصداق بن سکتے ہیں۔ (رپورٹ : ابوالمہتاب چوہدری)

دعوت فورم کے مقررین : (دائیں سے بائیں) صدر مجلس حافظ عاکف سعید، مہمان خصوصی پروفیسر فیاض حکیم، غازی محمد وقاص، اور فیاض محمد۔ مسعود پرویز ہدیہ نعت پیش کرتے ہوئے اور حافظ اصغر علی تلاوت قرآن کرتے ہوئے

قرآن کالج لاہور (رجسٹرڈ)

ایک منفرد تعلیمی ادارہ —— جس میں بورڈ اور یونیورسٹی کی نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ ایک معین دینی نصاب کی تدریس کا اہتمام بھی ہے

مرتب : حافظ عاطف وحید' ناظم قرآن کالج

اِس وقت ہمارا نظام تعلیم دو بالکل متوازی حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ ایک طرف اسکول' کالج اور یونیورسٹیاں ہیں' جہاں دنیوی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہاں سے فارغ ہونے والے طالب علم عموماً دینی علوم سے بیگانہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کالجوں اور یونیورسٹیوں میں قرآن و حدیث کی تعلیم بعض سیاسی مصلحتوں کے تحت محض تبرکاً دی جاتی ہے۔

دوسری طرف مکتب' مدرسے اور دارالعلوم قائم ہیں جہاں دینی تعلیم کچھ اس انداز سے دی جاتی ہے کہ یہاں سے فارغ التحصیل طالب علم جدید افکار و نظریات سے نابلد ہوتے ہیں اور اس جدید دنیا میں اپنے آپ کو بالکل اجنبی محسوس کرتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ احساس کمتری کا شکار ہو کر نہ دین کے رہتے ہیں نہ دنیا کے۔

چنانچہ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ایسے ادارے وجود میں لائے جائیں جن میں ان دو متوازی نظام ہائے تعلیم کو ایک مربوط وحدانی نظام تعلیم میں ضم کیا جائے کہ جو طالب علم بھی اس نظام تعلیم سے آراستہ ہو کر نکلے وہ عصری علوم پر بھی عبور رکھتا ہو اور اس کے ساتھ اس کے پاس دینی علوم کا خزانہ بھی موجود ہو۔ تاکہ اس طرح وہ موجودہ دور کی مادیت محضہ اور الحاد پرستی کا مقابلہ موزوں ہتھیاروں اور مناسب سطح پر کر سکے۔ اسی مسئلہ کی طرف ۹ مئی ۱۹۸۶ء کو قرآن کالج کی تقریب تاسیس کے موقع پر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب' صدر موسس مرکزی انجمن خدام القرآن نے اشارہ کیا۔

مرکزی انجمن خدام القرآن مارچ ۱۹۷۲ء میں قائم ہوئی۔ اس موقع پر اراکین انجمن نے صدر موسس ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے تجویز کردہ درج ذیل اغراض و مقاصد پر اتفاق رائے کیا۔

۱۔ عربی زبان کی تعلیم و ترویج۔
۲۔ قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق۔
۳۔ علوم قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت۔
۴۔ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلیم و تعلم قرآن کو مقصد زندگی بنالیں.....اور
۵۔ ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

۱۹۸۴ء میں انجمن کی مجلس منتظمہ نے قرآن کالج کے منصوبے کی منظوری دی۔ اس منصوبے کے تحت فیصلہ کیا گیا کہ ایک جانب طلبہ کو ایف۔اے اور بی۔اے کے امتحان کی مناسب تیاری کرا دی جائے اور دوسری جانب عربی صرف و نحو کی بنیاد کو پختہ کر کے قرآن مجید کا ترجمہ مع مختصر تفسیر نیز مطالعہ قرآن حکیم کا وہ منتخب نصاب تفصیلی درس کے انداز میں پڑھا دیا جائے جو انجمن خدام القرآن کی تحریک کی اساس ہے ساتھ ہی حدیث نبویؐ کا مختصراً انتخاب بھی پڑھا دیا جائے' تو ان شاء اللہ اس سے مفید نتائج بر آمد ہوں گے اور تحریک رجوع الی القرآن کے مقاصد نہایت عمدگی اور سرعت کے ساتھ حاصل ہوں گے۔ چنانچہ قرآن اکیڈمی سے تقریباً نصف میل کے فاصلے پر نیو گارڈن ٹاؤن اسکیم میں قرآن کالج کی تعمیر کے لئے تقریباً ساڑھے پانچ کنال کا پلاٹ حاصل کیا گیا۔ یہ پلاٹ اتاترک بلاک میں جامع مسجد اور پارک کے عقب میں واقع ہے۔ اس کا نمبر اے۔۱۹۱ ہے۔

ستمبر ۱۹۸۷ء میں قرآن کالج کی بی۔اے کلاسز کیلئے اخبارات کے ذریعے تشہیر کی گئی اور ۲۸ طلبہ کے ساتھ تدریس کا کام قرآن اکیڈمی ہی میں شروع کیا گیا۔ پھر ستمبر ۱۹۸۹ء میں قرآن کالج کے تدریسی حصے کی حد تک تعمیر مکمل ہوتے ہی ان کلاسز کو نو تعمیر شدہ کیمپس میں منتقل کر دیا گیا اور اسی سال ایف۔اے کی کلاس کا اجراء بھی کر دیا گیا۔ ابتدائی طور پر ۶۷ طلبہ کو ایف۔اے میں داخلہ دیا گیا۔

قرآن کالج کی عمارت جدید دور کے تقاضوں کے مطابق بہترین طرز پر تعمیر کی گئی ہے۔ عمارت کے بیسمنٹ میں کشادہ' ہوادار اور بہترین فرنیچر سے آراستہ کلاس رومز ہیں۔ اس کے علاوہ پرنسپل صاحب کا کمرہ' سٹاف روم اور کالج کا دفتر بھی بیسمنٹ ہی میں ہیں۔ کالج کی لائبریری کو طلبہ کی علمی پیاس بجھانے کے لئے عمدہ کتب سے آراستہ کیا گیا ہے۔ بیسمنٹ کے اوپر ایک خوبصورت آڈیٹوریم تعمیر کیا گیا ہے جس میں ۶۰۰ سے زائد افراد کے بیٹھنے کی گنجائش موجود ہے۔ خواتین کے لئے آڈیٹوریم میں علیحدہ انکلوژر بنایا گیا ہے۔

قرآن کالج میں اس وقت عربی بھی لازمی مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جاتا ہے اور دوسرے لازمی مضامین کے علاوہ سیاسیات' معاشیات' اسلامیات' ریاضی' فلسفہ اور فارسی کے مضامین کی بھی تدریس کی جاتی ہے۔ سال ۱۹۹۷ء سے I.Com کی کلاسز کا بھی آغاز کر دیا گیا ہے اب قرآن کالج کا لاہور بورڈ سے الحاق بھی کروایا جا رہا ہے۔ ابتدائی مرحلہ کے طور پر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے کالج کی رجسٹریشن کروائی گئی ہے۔ چنانچہ اب لاہور بورڈ سے الحاق کا معاملہ آخری مراحل میں ہے۔ امید ہے نئے سیشن سے پہلے کالج کا لاہور بورڈ سے الحاق ہو جائے گا۔ بورڈ سے الحاق کے بعد طلبہ Regular Students کے طور پر F.A اور I.Com کے امتحان میں شریک ہوں گے۔

قرآن کالج میں کمپیوٹر کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ جس کیلئے کوئی اضافی فیس وصول نہیں کی جاتی۔ اس مقصد کیلئے ایک آراستہ Computer Lab بھی مہیا کی گئی ہے۔ سالانہ اور ششماہی امتحانات کے علاوہ طلبہ کے ماہانہ ٹیسٹ بھی لئے جاتے ہیں۔ ان ماہانہ ٹیسٹوں کے نمبر Sessional Numbers کے طور پر سالانہ امتحان کے نمبروں میں شامل کئے جاتے ہیں۔ ایک خاص بات قرآن کالج کی یہ ہے کہ یہاں پر قواعد و ضوابط اور اوقات کی سختی سے پابندی کروائی جاتی ہے۔ کوشش کی جاتی ہے کہ طلبہ کو مصروف رکھا جائے تاکہ ان کا وقت ضائع نہ ہونے پائے۔ کمرے میں آڈیو کا انتظام کر کے اس بات کو ممکن بنانے کی کوشش کی گئی ہے کہ کسی بھی فارغ پیریڈ میں آڈیو کیسٹس کے ذریعے تعلیمی سرگرمی کو جاری رکھا جائے۔

کالج میں ٹیوٹوریل سسٹم رائج کیا گیا ہے۔ اس سے استاد اور طالب علم کے درمیان انفرادی رابطہ قائم کرنے میں مدد ملتی ہے اور کالج میں طلبہ کے مسائل کو حل کرنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔ اس طریقے سے طلبہ میں ہم نصابی سرگرمیوں میں دلچسپی بھی پیدا ہوتی ہے اور ان میں تحریر و تقریر کی صلاحیتیں بھی اجاگر ہوتی ہیں۔

"مجلس بزم قرآن" کے زیر اہتمام ہفتہ وار تذکیر بالقرآن کی محفل باقاعدگی سے قرآن آڈیٹوریم میں منعقد ہوتی ہے' جس میں کالج کے اساتذہ کے علاوہ دوسرے مدرسین قرآن مجید کے ذریعہ سے طلبہ کی روحانی و اخلاقی تربیت کرتے ہیں۔

کالج کا میگزین "صفہ" کے نام سے ہر سال باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے' جس کے ذریعے طلبہ کی ادبی صلاحیتوں کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔ قرآن کالج کے طلبہ کے لئے ہاسٹل کی سہولت بھی موجود ہے۔ ہاسٹل کی عمارت کالج سے ملحق ہے اور اس میں تقریباً ۸۰ طلبہ کے لئے رہائش کی گنجائش موجود ہے۔ ہاسٹل میں مقیم طلبہ کی اخلاقی و روحانی اور جسمانی تربیت کا خصوصی طور پر اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ طلبہ باقاعدگی سے نماز ادا کریں اور روزانہ تلاوت قرآن مجید کو اپنا معمول بنائیں۔ ان کی اخلاقی و روحانی تربیت کے لئے باقاعدگی سے روزانہ

ان کی تذکیر کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے دروس قرآن میں ان کی شرکت جو ان کے لئے نعمت غیر مترقبہ کا درجہ رکھتی ہے' لازمی ہے۔

ہاسٹل میں مقیم طلبہ کے لئے باقاعدہ پڑھائی کے اوقات مقرر ہیں اور مغرب اور عشاء کے درمیان کالج میں طلبہ کو ایک کلاس روم مع استاد مہیا کیا جاتا ہے تاکہ وہاں وہ سکون اور دلجمعی کے ساتھ اپنا ہوم ورک مکمل کر سکیں۔ اور بوقت ضرورت استاد سے رہنمائی بھی حاصل کر سکیں چونکہ صحت مند ذہن' صحت مند جسم میں ہی پرورش پا سکتا ہے' للذا طلبہ کو روزانہ صبح نماز کے بعد ورزش کروائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بعض ان ڈور اور آؤٹ ڈور گیمز کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

قرآن کالج کی منفرد تعلیمی و تدریسی خصوصیات کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ہر سال F.A اور B.A. کے امتحانات میں قرآن کالج کا مجموعی رزلٹ بہت اچھا رہا ہے۔ کامیاب ہونے والے کالج کے طلبہ کی شرح 70% سے بھی زائد ہے (جب کہ بورڈ اور یونیورسٹی کی مجموعی شرح 20% سے 30% کے درمیان رہتی ہے۔) اس کے علاوہ بحمد اللہ کامیاب ہونے والے طلبہ کی اکثریت Ist.Div. یا A میں پاس ہوتی ہے۔

قرآن کالج میں نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں پر یکساں توجہ دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کالج کے طلبہ تحریر و تقریر کے ساتھ ساتھ معلومات عامہ کے شعبوں میں بھی خصوصی استعداد کے حامل ہوتے ہیں۔ اس بات کی تائید اس امر سے ہوتی ہے کہ قرآن کالج کے طلبہ نے سال ۹۶ء اور سال ۹۷ء میں خانہ فرہنگ ایران کے زیر اہتمام علوم قرآنی پر مشتمل کل پاکستان انعامی مقابلوں میں اول پوزیشنز حاصل کیں۔ اس کے علاوہ سال ۹۴ء میں منہاج القرآن کے زیر اہتمام سیرت النبی پر انعامی تحریری مقابلے میں بھی قرآن کالج کا طالب علم اول پوزیشن پر رہا۔ اس سال قرآن کالج ہی کے زیر اہتمام ایک مقابلہ مضمون نویسی منعقد کیا گیا جس کا عنوان تھا: "علامہ اقبال۔ ایک عظیم عارف قرآن"۔ اس مقابلے میں کل ۶۰ طلبہ و طالبات نے شرکت کی۔ مردوں کے مقابلوں میں انٹر میڈیٹ لیول اور یونیورسٹی لیول دونوں سطحوں پر قرآن کالج کے طلبہ ہی اول رہے۔

قرآن کالج سے فارغ التحصیل طلبہ کے لئے مستقبل میں وہ تمام مواقع موجود ہیں جو کسی بھی کالج سے فارغ التحصیل طالب علم کو حاصل ہوتے ہیں اور اب چونکہ سال ۹۷ء سے I.Com کی کلاسوں کا آغاز بھی کر دیا گیا ہے تو طلبہ کے لئے کامرس سے متعلقہ شعبوں میں بھی ترقی کے مواقع موجود ہیں۔

قرآن کالج میں ایف اے' بی اے اور آئی کام کے علاوہ ایک سالہ رجوع القرآن کورس کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کورس کا اصل مقصد یہ ہے کہ ایسے افراد جو بی اے' ایم اے یا دوسرے ووکیشنل اور ٹیکنیکل علوم حاصل کر چکے ہوں انہیں ان بنیادی علوم سے مسلح کر دیا جو قرآن حکیم کو سمجھ کر پڑھنے اور فہم دین کے لئے ضروری ہیں۔ چنانچہ انہیں عربی گرائمر و ریڈر' تجوید اور قرآن حکیم کے منتخب نصاب کے ساتھ ساتھ علم حدیث و فقہ کے بنیادی اصول سکھائے جاتے ہیں تاکہ وہ قرآن حکیم کے پیغام کو خود بھی سمجھ سکیں' اور نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان "خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ" "تعلیم و تعلم قرآن کے کام کو آگے بڑھانے کا فریضہ بھی سرانجام دے سکیں۔ اسی مقصد کے لئے شام کے اوقات میں وقتاً فوقتاً عربی کلاس کا اجراء بھی ہوتا رہتا ہے۔ قرآن کالج کے اس مختصر تعارف سے معلوم ہوتا ہے کہ محض تجوید' حفظ یا قرآن حکیم کا درس اس کالج کے قیام کا محرک نہیں یہ کام تو اور بھی بہت سے اداروں میں ہو رہا ہے۔ اس کالج کا اصل ہدف اسلامی ذہن کی تشکیل کرنا' کائنات کے روحانی تصور کو فروغ دینا اور بالخصوص خدا ناآشنا مغربی علوم کی تدریس میں خدا کے تصور کو مرکزی حیثیت دینا ہے۔ ایسی وجہ سے یہاں عربی قواعد و زبان اور ترجمہ قرآن کو لازمی مضامین کی حیثیت سے پڑھایا جاتا ہے اور مغربی علوم کی تدریس مغرب کے مادی نقطہ نظر کی بجائے اسلام کے روحانی نقطہ نظر سے کی جاتی ہے۔

ایسے ہی ادارے کا خواب علامہ اقبال نے دیکھا تھا۔ وہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کی خالصتاً دنیوی تعلیم سے نالاں تھے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ مدرسوں اور مکتبوں کی دینی تعلیم سے بھی غیر مطمئن تھے۔ ان کے نزدیک کالجوں اور یونیورسٹیوں کا نصاب اسلامی ثقافت کے منافی تھا۔ اسی طرح اسلامی مدارس کا نصاب جدید علوم سے بیگانہ تھا۔ اقبال ان دونوں انتہا پسندیوں کے مخالف تھے۔ اُمت وسطیٰ کا راستہ اعتدال کا راستہ ہے' نہ کہ انتہا پسندی کا۔

اسی مثالی یونیورسٹی کے تصور کی وضاحت اقبال نے ایک شعر میں بھی اس طرح کی ہے ؎

وہ علم کم بصری' جس میں ہمکنار نہیں
تجلیات کلیم و مشاہدات حکیم

قرآن کالج علامہ اقبال کے مندرجہ بالا خواب کی تعبیر ہے۔

☆ ☆ ☆

فیصل آباد کے ملتزم رفیق پروفیسر محمد ادریس رندھاوا صاحب کی اہلیہ قضائے الٰہی سے فوت ہو گئی ہیں۔ رفقاء اور احباب سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی استدعا ہے۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷، شمارہ ۲۶
سالانہ زرِتعاون ۔/۱۲۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقامِ اشاعت: ۳۶۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۵۸۶۹۵۰۱۔۰۳

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

حدیثِ دل

"عشق تمام مصطفیٰ، عقل تمام بولہب"

— تحریر: نعیم اختر عدنان —

انسان مسجودِ ملائک ہے، خلیفۃ اللہ ہے، اشرف المخلوقات ہے، اسے اس کے خالق و مالک نے تکریم و بزرگی کے شرف سے یوں نوازا کہ کارکنانِ قضا و قدر کو حکم دے دیا کہ اس آدمِ خاکی کے آگے سجدہ ریز ہو جائیں، جس کے اندر روحِ ملکوتی کا جوہر پنہاں ہے۔ خالق کائنات رب السموت والارض کے اس حکم کے سامنے سب فرشتوں نے سرِ تسلیم خم کر دیا مگر اپنے وجود کو افضل اور اپنے علم کو برتر سمجھنے والے "عزازیل" نے حکمِ حق سے سرتابی کرتے ہوئے آدمِ خاکی کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا۔ اس انکار کی پاداش میں فرشتوں کا ہم نشین "عزازیل" ابلیس بن کر بارگاہِ الٰہی سے دھتکار دیا گیا۔ حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے زمین کی خلافت عطا فرما کر ایک ہدایت نامہ بھی جاری فرما دیا کہ "جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جو کوئی اس کی پیروی کرے گا، اسے کسی قسم کا خوف و حزن اور رنج و ملال نہ ہوگا۔ گویا بزمِ ہستی کے قافلہ سالار کو ہدایت نامہ دے کر اس کی فلاح و کامرانی کی راہ متعین کر دی گئی۔ تاریخ انسانی اس حقیقت پر شاہد و عادل ہے کہ ہر نبی اور رسول نے بنی نوعِ انسان کو یہی پیغام دیا کہ اے انسانو! اپنے خالق و مالک کی حاکمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اُس کی عبادت و اطاعت پر مبنی راہِ عمل اختیار کرو۔ حضرت نوحؑ سے محمد مصطفیٰؐ تک سب نے انسانیت کو بندگیٔ رب کا راستہ دکھایا۔ جن افراد اور اقوام نے خدا کے برگزیدہ اور ہدایت یافتہ بندوں کی بات کو مان کر صراطِ مستقیم کو اپنا لیا وہ دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ٹھہرے۔ اور جنہوں نے اس راہِ ہدایت کو اختیار کرنے سے انکار کر دیا وہ دنیا میں کامیاب و کامران ہونے کے باوجود آخرت میں خائب و خاسر ٹھہریں گے۔ جن لوگوں نے بندگی و اطاعت کی راہ اختیار کر لی اللہ تعالیٰ نے اُن کیلئے دنیا میں اپنی نعمتوں اور رحمتوں کی بارش کر دی جبکہ کفر و سرکشی کی راہ اختیار کرنے والوں کو تباہی و بربادی سے دوچار ہونا پڑا۔ یہ حقیقت اتنی واضح ہے کہ کوئی شخص اسے جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتا مگر اس کے باوجود انسانوں کی عظیم اکثریت سرکشی و نافرمانی کی راہ اختیار کرنے ہی میں اپنی فلاح و کامرانی سمجھتی ہے۔ ایسے افراد اور اقوام جو مذہب سے بیگانہ و برگشتہ ہو چکی ہیں، بدقسمتی سے آج وہی افراد اور وہی قومیں دنیا کی راہنمائی اور عالم انسانیت کی سرداری و قیادت کر رہی ہیں۔ گویا انسانیت کے قافلہ سالاروں کی حیثیت اس بھٹکے ہوئے آہو جیسی ہے جو خود منزل کی تلاش میں ہے۔ یہ ترقی یافتہ و مہذب انسان اپنے خالق کی عطا کردہ ہدایت کو گم کر چکے ہیں۔ چنانچہ اب پورا عالم کفر "ضلال مبین" کے بے کنار سمندر میں غرق نظر آتا ہے۔ اس انسانیت کو راہِ ہدایت پر لانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو قیادت و راہنمائی کا منصب عطا فرمایا۔ مکی دور میں حضور ﷺ نے جب اہل مکہ کے سامنے اپنی دعوت پیش کی تو آپؐ نے واضح کر دیا کہ ((کلمۃ واحدۃ تعطونیھا فتملکون بھا العرب وتدین لکم العجم)) یعنی اس دین کی پیروی اختیار کرنے اور اس کلمہ توحید کا اقرار کرنے سے تم واقعتاً اور حقیقتاً "خلیفۃ اللہ فی الارض" بن جاؤ گے، جزیرہ نمائے عرب پر تمہاری حکومت ہو گی اور عجمی دنیا تمہارے ماتحت اور زیرِ نگین آ جائے گی۔ محمد مصطفیٰؐ کے اس حیات بخش پیغام کو سمجھنے والوں نے سمجھا اور چشمِ بینا رکھنے والوں نے اپنی بصیرت سے دیکھا۔ چند سال کا عرصہ گزرنے کے بعد چشمِ فلک نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ بلال حبشی رضی اللہ عنہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر توحید کا غلغلہ بلند کر رہے تھے اور سراقہ کے ہاتھ میں کسریٰ ایران کے کنگن تھے۔ ایران کو زیرِ نگین کرنے والی اسلامی افواج کے قافلہ سالار سے جب ایرانیوں نے سوال کیا کہ تمہاری اس "یلغار" کی مقصود و مطلوب کیا ہے؟ تمہارے اصل مقاصد اور اہداف کیا ہیں؟ تو جواباً انہیں بتایا گیا کہ ہم انسانوں کو جہالت کی تاریکیوں سے ایمان کی روشنی میں لانا چاہتے ہیں اور بادشاہوں کے ظلم و ستم سے نجات دلا کر انہیں اسلامی عدل کے زیرِ سایہ لانا چاہتے ہیں۔ دورِ نبویؐ اور خلافتِ راشدہ کے عہد میں اس حقیقت کو بے نقاب کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی مگر پھر خلافت کی زریں قبا کی بجائے ملوکیت کا طوقِ سیاہ مسلط ہو گیا۔ علامہ اقبال نے غالباً اسی فرق کو نمایاں و آشکارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ؎

کارِ مرداں روشنی و گرمی است
کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی است

امتِ مسلمہ پر خلافت کے بعد ملوکیت اور ملوکیت کے بعد غلامی کا دور مسلط ہوا۔ دین اسلام کی پرشکوہ، بلند و بالا اور عالی شان عمارت آہستہ آہستہ زمین بوس ہونے لگی اور "عشقِ تمام مصطفیٰؐ" کا کردار و عمل رخصت ہوتا چلا گیا اور "عقل تمام بولہب" کا چلن عام ہونے لگا۔ دین و دنیا کی وحدت کی علمبردار امتِ مسلمہ خود انتشارِ ذہنی و عملی کا شکار ہو گئی اور وہ ؎

کاروبارِ خسروی یا راہبی
کیا ہے آخر غایتِ دینِ نبیؐ

کی نکتہ آفرینیوں میں الجھ گئی۔ خلافت و امارت کے عہدِ زریں میں مسلمان "مصلحت در دین ما جنگ و شکوہ" کے زریں اصول پر کاربند نظر آتے ہیں، مگر دورِ ملوکیت اور عہدِ غلامی میں یہی اللہ والے ع "مصلحت در دینِ عیسیٰ غار و کوہ" پر عمل پیرا ہو گئے۔ آج سوا ارب سے زائد تعداد میں بسنے والی ملتِ اسلامیہ اس مصلحت اندیشی و راہبی کا شکار ہو چکی ہے مگر فاطرِ فطرت اور خالقِ کائنات نے اُمتِ مسلمہ کی اسی بجھی ہوئی آگ اور خاک کے ڈھیر سے ملتِ اسلامیہ پاکستان کے انگارے کو چن لیا۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے قائم ہونے والا یہ ملک اپنے قیام ہی سے ؎

اُٹھا ساقیا پردہ اس راز سے
لڑا دے ممولے کو شہباز سے

کے اصول پر کاربند نظر آتا ہے۔ اس خطۂ ارضی میں گزشتہ چار صدیوں سے دین کے احیاء و غلبہ پر مبنی کوششوں نے پوری دنیا کو اسلام کی طرف پھر سے متوجہ کر دیا ہے۔ علامہ اقبال اس خطۂ ارضی کی اسی ممتاز خصوصیت کے بارے میں کہتے ہیں

اِک ولولۂ تازہ دیا میں نے دلوں کو
لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند

علامہ اقبال مرد مسلمان کو "صحبتِ زاغ" سے بچا کر شاہین بچے کے روپ میں دیکھنا چاہتے تھے۔ ان کی یہ آرزو بھی عالم اسلام میں سے اہل پاکستان ہی نے ہر قسم کے عالمی دباؤ کو مسترد کرتے ہوئے اور پابندیوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے پوری کر دی ہے۔ اہل پاکستان نے بھی امریکہ کا "زاغ" بنے رہنے کی بجائے اُمتِ مسلمہ کا "شاہین" بن جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اہل پاکستان نے اپنے سابقہ آقاؤں اور مربیوں کو بتا دیا ہے اور پوری ملتِ اسلامیہ ہم سے یک زبان ہو کر کہہ رہی ہے کہ

اٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احساں
سفالِ ہند سے مینا و جام پیدا کر

لیکن اس سب کے باوجود ابھی ہمارا کام پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا، ابھی ہم نے اپنی منزلِ مقصود حاصل نہیں کی اسلئے

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

اس باقی کام کو بھی ان شاء اللہ ملتِ اسلامیہ پاکستان ہی تکمیل تک پہنچائے گی اور بہت جلد یہ خطۂ اسلام کے نور سے جگمگا کر اپنی کرنوں سے پورے عالم کو منور کرے گا۔